استروا بالنساء خیراً (الحدیث)

جلد نمبر 1 | مئی 2010ء | شمارہ 5

سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

زہر آلود کتابیں

خیمہ کلینک

ناشر احناف میڈیا سروس AMS

استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

# ماہنامہ بنات اہلسنت لاہور


جلد نمبر 1 | مئی 2010ء | شمارہ 5


مدیر

## مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

## عابد جمشید رانا

ایم۔فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

## حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ، حکیم

## شاہ محمد اختر دامت برکاتہم

ترسیل کار

## بشیر احمد قاسمی

## محمد علی ڈیروی

www.islahunnisa.com
islahunnisa@gmail.com

خط و کتابت
دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور 042-6185019

# ایک نظر میں

# درس قرآن

"والعصرo ان الانسان لفی خسرoالاالذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوابالصبرo"

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی بے شک انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ (خسارے میں) نہیں جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کیے حق بات اور صبر کی آپس میں تلقین کرتے رہے۔

تشریح: انسان کی نجات کا مدار اللہ رب العزت پر ایمان لانا ہے اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جن باتوں کے ماننے کا حکم فرمایا ہے انہیں مان لیا جائے اور جن باتوں سے روکا ہے ان سے رک جانا چاہیے اللہ تعالی کے احکامات جن کو ماننا لازمی ہے دو طرح کے ہیں۔

نمبر ا: عقل میں آنے والے۔ نمبر ۲: عقل میں نہ آنے والے۔

جیسے عقل میں آنے والے احکام کو مانا جاتا ہے اسی طرح ان احکامات کو بھی بصدق دل تسلیم کیا جائے اور ان پر ایمان لایا جائے جو عقل سے اوپر ہیں جہاں پر عقل انسانی کی انتہاء ہوتی ہے وہاں وحی کی ابتداءہوتی ہے لہذا جن احکامات کو عقل تسلیم نہ کرے لیکن وحی میں اس کو ماننے کا حکم ہو تو عقل کے بجائے وحی پر عمل کرنا ایمان کہلاتا ہے اس اصول سے تمام شبہات خود بخود ہو جاتے ہیں جن کے بارے میں ہم کہہ بیٹھتے ہیں کہ "یہ بات میری عقل نہیں مانتی" لہذا توحید، رسالت، قیامت اور تمام ضروریات دین کو ماننا ایمان ہے۔ اس کے بعد اعمال صالحہ کا ذکر ہے یعنی صرف یہ نہیں کہ ایمان لانے کے بعد ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے بیٹھ جائیں بلکہ اعمال صالحہ بجالانے چاہیے۔ اعمال صالحہ میں عبادات، معاملات، معاشرت سب شامل ہیں محض عبادات اور صوم وصلوۃ کا نام اسلام نہیں۔ پھر اعمال صالحہ کو بجالانے میں بعض اوقات کچھ تکالیف بھی آسکتی ہیں اس پر ہمیں صبر کرنا ہو گا۔

**"عن ابی امامۃ قال، قال رسول ﷺ ان اولی الناس باللہ من بدا بالسلام"**

**(مشکوۃ)**

ترجمہ: حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔"

تشریح: سلام کرنا اسلامی شعائر میں سے ہے جن سے ایک مسلمان کی شناخت ہوتی ہے سلام کرے سے باہمی الفت و محبت بڑھتی ہے جس کو پھیلانا جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔

"سلام" اللہ کے مبارک ناموں میں سے ایک نام ہے لہذا اس کو عام کرنا چاہیے آپ کا فرمان مبارک ہے کہ لوگوں کو سلام کرو تم ان کو پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔ ایک حدیث میں ہے: **"البادی بالسلام بریٔ من الکبر"** سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے خالی ہے۔ ابو داؤد شریف میں ہے:

حضرت عمران بن حصین بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں (ملاقات کے وقت) یوں کہا کرتے تھے) **انعم اللہ بک عینا** (اللہ تیری آنکھیں ٹھنڈی کرے) اور **انعم صباحا** (تو صبح کے وقت اچھی حالت میں رہے) اس کے بعد جب سلام آیا تو ہمیں یہ کلمات کہنے سے منع کر دیا گیا۔

اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ

Good Morning اور Good Evening اور Good Night وغیرہ کہنا اسلامی طریقوں سے ہٹ کر ہے اور نہ تو اس سے سلام کا ثواب ملتا ہے اور نہ ہی اس میں دعا کا کوئی پہلو ہے لہذا ملاقات کے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے اور جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کسی کو خط لکھتے وقت بھی اس کا التزام کیا جائے اور فون سنتے وقت بھی۔

اللہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین

کچھ دن پہلے چند احباب کے فون پہ فون آنے لگے کہ چکوال میں آپ ﷺ تشریف لائے ہیں جس گھرانے کو آپ ﷺ نے شرف بخشا وہ ایک غریب شخص کا گھر ہے عشق رسالت میں سرشار یہ شخص ربیع الاول میں میلاد منانا چاہتا تھا لیکن غربت آڑے آئی اور مایوسی سے سو گیا۔ بعض احباب نے یہ بھی بتلایا کہ اس خوش قسمت ترین انسان کی بیٹی مادرزاد نابینی تھی دل عشق رسول سے معمور تھا اور ہر دم یہ خواہش قلب میں مچلتی رہتی تھی

؎ ہمارے گھر بھی ہو جائے چراغاں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

مختلف قسم کی خبریں موصول ہو رہی تھیں کسی میں آقا مدنی ﷺ کے تشریف لانے کا ذکر تھا اور کسی میں محض نعلین پاک کے نقش کا ذکر تھا۔ ملک کے مختلف حصوں سے لوگ جوق در جوق اس خوش نصیب شخص کو مبارک دینے کے لئے آرہے تھے نقشِ پاک جو معجزاتی طور پر رو نما ہوا تھا، کی زیارت بھی کر رہے تھے۔

مذکورہ جگہ پر آنے سے پہلے یہ شرط بھی عائد کر دی گئی کہ باوضو ہو کر اور درود پاک کا ورد کرتے ہوئے آئیں پھر آپ کو نقش نعلین مصطفی ﷺ کی زیارت ہو گی۔۔۔ ورنہ نہیں!!!

یہاں تک کہ میڈیا نے اس معاملہ کو اٹھایا ہمارے ایک ٹی وی چینل نے اس مقام سے نور کی لائٹیں بھی ٹی وی سکرین پر پیش کر دیں۔ پھر کیا تھا؟ لوگوں میں زیارت کا اشتیاق مزید بڑھا اپنی اپنی فیملیوں کو ساتھ لیے چکوال پہنچنا شروع ہو گئے۔

ایک لمحے کے لئے ہمارا دل بھی مچلا۔ جی میں آیا سب کام چھوڑ کر جاؤں اور نعلین پاک کو لبوں پہ لگاؤں پھر آنکھوں پر رکھ کر دنیا و عقبی کی تمام خوش نصیبیاں لوٹ لوں۔ پھر کیا ہوا؟؟

اچانک ایک دوست کے فون نے تمام امیدوں پر اس وقت پانی پھیر دیا جب اس نے کہا بھائی جان! چکوال والے معجزے کی حقیقت کا علم ہوا کہ نہیں؟؟؟ ہم نے نفی میں جواب دیا۔ انہوں نے کہا وہاں کے اہل علاقہ جو "اہل السنۃ والجماعۃ" کہلاتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ جھوٹ پر مبنی ہے۔

میں نے مزید تفصیل جاننے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا آپ انٹرنیٹ پر جاکر سرچ کریں سارا معاملہ آپ کی سمجھ میں آجائے گا چنانچہ انہوں نے مجھ سے کہا You Tube میں جاکر آپ یہ لکھیں: Chakwal Mojza Ki Haqiqat

معاملہ ہماری سمجھ سے باہر تھا خدایا کیا ماجرا ہے؟؟ اب حضور ﷺ کے نعلین پاک کے بارے میں بھی لوگ جھوٹ بولیں گے۔ ہمیں کسی بھی مسلمان سے یہ توقع نہ تھی خواہ وہ مسلمان عملی طور پر کیسا ہی گیا گزرا کیوں نہ ہو۔

میرے سامنے وہ شراب و کباب کی محفل، رقص و سرور، طبلہ سرنگی کی تھاپ پر دنیا سے بے غم ایک گروہ نظر آجانے لگا۔ جام ٹکرا رہے تھے آنکھیں مخمور تھیں بدن ادھر ادھر لڑھک رہے تھے۔

ایک شخص ان میں سے کہنے لگا "فلاں شاعر کیسا ہے؟ جواب دیا چھوڑ۔ کسی اور کی بات کر۔ سائل نے دوسرا نام لیا جواب ملا شعر کی ابجد بھی نہیں جانتا۔ سائل مسلسل سوالات کر رہا تھا اور شرابی شاعر سب کے بارے یہی جواب دے رہا تھا: نکما ہے، جاہل ہے، علم سے کورا ہے، ادب ناشناس ہے، فن شعر میں تہی دامن ہے۔

اچانک سائل کی زبان نے پینترا بدل کر پوچھا: محمد (ﷺ) کے بارے کیا خیال ہے؟؟ شرابی شاعر کی آنکھیں سرخ ہو گئیں جسم کے بال کھڑے ہو گئے سر کو غصہ سے جھٹک کر شراب کا جام جو لبوں کے قریب ہو چکا تھا پورے زور سے سائل کے منہ پر مارا۔

اے بدبخت! تو اختر کا آخری سہارا بھی چھیننا چاہتا ہے آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی برسنے لگی محفل کا رنگ بدل گیا سائل کی آنکھ نکل کر باہر آگئی۔

اس تصور سے میں کانپ اٹھا! خدارا مسلمان کب سے ایسا ہو گیا ہے کہ اپنی جھوٹی شہرت کے لئے آقا کے نعلین کی قیمت (العیاذ باللہ) داؤ پر لگا دے گا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

جہاں روح الامین ہوں پر سمیٹے ششدر و حیران

وہاں جرات کرے کیا، ایک بے مایہ حقیر انسان

خیر! You Tube پر ہم نے Chakwal Mojza Ki Haqiqat لکھا۔ ہمارے سامنے کیا حقائق کھلے۔ آپ بھی سنیں۔ ایک ٹی وی چینل کے انٹرویو لینے والے افراد کا گروپ چکوال کے علاقہ دھرابی میں پہنچا براہ راست وہاں لوگوں کے انٹریوز لیے ان میں خود اس شخص کا انٹرویو بھی شامل ہے جس کا دعوی تھا کہ میرے گھر میں یہ واقعہ رونما ہوا ہے۔ انٹرویو سن کر ہم اس نتیجے تک پہنچے کہ سیاہ کو سفید کا نام دیا جارہا ہے ان انٹرویوز میں سب سے اہم وہ ہے "خان اکبر" کا انٹرویو۔ خان اکبر کون ہے؟

یہ اس شخص کی والدہ کا کزن ہے جو دعوی کر رہا ہے کہ میرے گھر آقا ﷺ کے نشانات نعلین پاک ہیں۔ خان اکبر نے سارا واقعہ تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا کہ مجھے "تنویر عطاری" کی والدہ نے کہا: "میرے بیٹے تنویر کو سمجھاؤ کہ وہ یہ ڈرامہ نہ کرے۔"

مزید اس نے کہا کہ جس رات یہ ڈرامہ رچایا گیا میں صبح صبح تنویر کے گھر گیا میں نے وہاں جا کر ناشتہ کیا اور تقریباً ساڑھے سات بجے کے قریب میں نے "تنویر" کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ آنکھیں ملتا ہوا میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے کہا: "تجھے شرم نہیں آتی ایک طرف تو کہتا ہے میرے گھر آقا ﷺ تشریف لائے ہیں دوسری طرف تو نے صبح کی نماز بھی نہیں پڑھی۔" ان انٹرویوز سے انکشافات کا ایک باب کھلتا چلا گیا۔ مثلاً:

- صرف ایک نعل پاک کا نقش ہے۔
- تین دن بعد اس جگہ نیچے زمین پر اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھ دیا گیا بعد ازاں لوگوں کی لعن طعن پر اس کو مٹا دیا۔
- نعل پاک کا سائز تقریباً پانچ سے چھ فٹ لمبا ہے نعل پاک کی چوڑائی تقریباً اڑھائی فٹ ہے۔
- نعل پاک کی تصویر کا کام ٹھیکے پر ہے۔
- ٹھیکہ دار تصویریں اسٹالوں پر ۱۵ روپے کے حساب سے دیتے ہیں اسٹال والا ۲۰ میں فروخت کرتا ہے۔

- ہر شخص کو تصویر کھینچنے کی اجازت نہیں۔ بالکل ساتھ ساتھ اسٹالز پر رکھی گئی تصاویر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔
- اہل علاقہ کے تبصرہ جات اس شخص کے مخالف ہیں۔
- زائرین میں تقریباً ۹۰ فیصد لوگ اس واقعہ کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں۔
- علاقہ کے اکثر علماء نے اس شخص کو گستاخ رسول کا حکم لگا کر خارج از اسلام قرار دے دیا ہے۔

اس واقعہ سے میرا ذہن ترمذی شریف کی حدیث کی طرف چلا گیا۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ یا دونوں پہن کر چلے یا دونوں اتار کر چلے"

تو کیا حضور ایسی باتوں کا حکم دیتے اور خود ان باتوں کی مخالفت کرتے؟؟؟ اس طرح ڈاکٹر عبدالحی عارفی نے اپنی کتاب اسوہ رسول کے صفحہ ۱۲۶ پر نعل پاک کی پیمائش کا ذکر بھی کیا۔

چنانچہ لکھتے ہیں: "نعلین شریف ایک بالشت اور دو انگل لمبے اور سات انگل چوڑے تھے اور نیچے سے دونوں کے درمیان کا فاصلہ دو انگل تھا۔

یاد رکھیں! اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ عقیدہ ہے کہ زمین کے جو ذرات آقا کے جسم اقدس سے ملے ہوئے ہیں وہ ساری کائنات میں سب سے اعلیٰ ہیں اس کی تصریح ملا علی قاری کی کتاب مناسک کے صفحہ ۵۹۵ پر موجود ہے علامہ سمہودی نے وفاء الوفاء کی جلد ا صفحہ نمبر ۱۳ پر بھی اس کی وضاحت کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہم تو ان ذرات کو بھی عرش و کرسی سے افضل مانتے ہیں جو آپ کے مبارک جسم سے ملے ہوئے ہیں اور نعلین مبارک کو تو یہ شرف برسہابرس حاصل رہا ہے ہم اس کی بھی تعظیم کرتے ہیں لیکن ہم اس قدر سادے بھی نہیں کہ کوئی اس کی آڑ میں اپنے جھوٹ کو پروان چڑھاتا رہے اور ہم خاموش رہیں۔ آخر میں ہم چکوال انتظامیہ سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اصل واقعہ کی مکمل تحقیق، مجرم کی تفتیش کر کے حقائق کو سامنے لائیں تاکہ عوام سچے اور جھوٹے عشاق کی پہچان کر سکیں۔ بندہ اس بات کو بطور پیشن گوئی کے کہتا ہے کہ اگر کوئی اس جگہ کو کھود کر دیکھے تو وہ فراڈ کے سوا کچھ نہیں پائے گا۔ والسلام

سرزمین منگولیا جس کی شمالی سمت میں بحر منجمد شمالی کا برفانی دلدلی علاقہ اور ٹنڈرا کے برف پوش میدانوں کا ایک طویل سلسلہ پھیلا ہوا ہے جب کہ اس کے جنوب میں تبت اور قراقرم کے برف پوش پہاڑ اور سلسلہ ہائے کوہ ہمالیہ واقع ہے اس کے مشرق میں چین جیسا وسیع و عریض ملک اور منچوریا کے گھنے جنگلات کا سلسلہ بہت دور تک چلا گیا ہے جب کہ اس کے مغرب میں سائبیریا کے بے آب و گیاہ برفیلے میدان اور روس کے برف پوش پہاڑوں کا ایک طویل سلسلہ موجود ہے منگولیا کا بیشتر حصہ دنیا کے عظیم صحرا "صحرائے گوبی" پر مشتمل ہے جس کی تمام تر زمین بنجر اور خشک ہے جس کی جلی ہوئی ریت اور مٹی آندھیوں کے دوش پر ہر آن ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر رواں دواں رہتی ہے کہیں کہیں چھوٹی چھوٹی جھلیں اور ننھے منھے سے دریا بھی موجود ہیں اور کبھی کبھی ہونے والی بارشوں میں اپنے وجود کا احساس دلاتے ہیں جھلیوں اور دریاوں کے کنارے کنارے گھاس سے ڈھکے ہوئے قطعات زمین بھی واقع ہیں جن سے خانہ بدوش قبائل کے مویشیوں کے دوزخ شکم کو ایندھن مہیا ہوتا ہے اس علاقے کے موسموں میں بھی خاصا تنوع پایا جاتا ہے یعنی کہیں کہیں تو رگوں میں خون منجمد کر دینے والی سردی پڑتی ہے اور کہیں کہیں چلچلاتی ہے دھوپ جسموں کو جلائے دیتی ہے جب کبھی تھوڑی بہت بارش ہو جاتی ہے تو پھر انسانوں اور جانوروں کے دم میں دم آجاتا ہے۔

زمانہ قدیم میں یہاں کے صحرا نورد اور خانہ بدوش قبائل نہایت ہی وحشی اور خونخوار زمانہ قدیم کے عربوں سے کہیں بڑھ کر تھی یہ ویرانہ نورد انسانی گروہ عموماً چراگاہوں اور دریا ں کی وادیوں پر قبضہ کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ برسرپیکار رہتے تھے کیونکہ ان کی خوراک کا تمام تر انحصار ان کے مویشیوں پر تھا وہ جنگلی جانوروں کا ابلا ہوا گوشت کھاتے تھے (جب کہ ان جانوروں میں چوہے اور گلہری سے لے کر بھیڑیے اور ریچھ تک کے تمام جانور شامل ہوتے تھے) اور پالتو جانوروں میں سے خصوصاً گھوڑی کا دودھ بھی پیتے تھے اور اس دودھ سے شراب بھی بناتے تھے ان میں غذا، اناج، نمک، مسالہ جات اور گھی سے پاک ہوتی تھی۔ بوقت

ضرورت صرف وہ سوکھے گوشت کو بغیر بھگوئے اور ابالے کھا جاتے تھے اور گھوڑوں کا فصد کھول کر ان کے خون سے پیاس بجھاتے تھے ان قبائل کے سرداروں کے لئے اپنے قبیلے کی عورتوں سے شادی کرنا ممنوع تھا انہیں اپنی دلہنیں بزور بازو دشمن قبائل سے حاصل کرنی ہوتی تھیں چاہے وہ کنواری ہوں یا کسی کی بیاہتا ہوں۔

◈◈◈◈◈◈◈◈◈

چودھویں صدی عیسوی اپنے دوسرے نصف حصے میں قدم رکھ چکی تھی یہ وہ وقت تھا جب لطنت چہ . نگیر . ی کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ چین تبت اور منچوریا میں گیر " . خان "کا پوتا اور " تولی خان " کا بڑا بیٹا" قبلائی" اپنی حکومت قائم کر چکا تھا اس نے بدھ مذہب اختیار کر کے اپنے ماضی سے پیچھا چھڑا لیا تھا روس میں " جوچی خان " کے پوتے نے اپنی سلطنت کے حصے بخرے کر لئے تھے۔ ان کی اکثریت نے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا " تولی خان " کے چھوٹے بیٹے "ہلا کو خان" کی اولاد مذہب اسلام کی طرف قدم بڑھا چکی تھی انہوں نے چہ . نگیر . ی چغہ اتار سکر ... کی بنیاد ڈال دی تھی چہ . نگیر . خان کا تیسرا بیٹا اور منگولیا کا دوسرا "خاقان "بے اولاد مر گیا تھا ... " نگیر . خان " کے بڑے بیٹے "چغتائی خان" کی اولاد میں منتقل ہو چکی تھی۔

چغتائی خان کی اولاد نے اپنے پرانے مستقر قراقرم کو چھوڑ کر "کاشغر" کے شمال میں یہ سلسلہ ہائے کوہ " تھیان شیان " کے اس پار قزل قم کے وسیع ریگستانوں میں خیمے نصب کر لئے تھے اور یہاں کے دو دریا ں (دریائے سائر یعنی دریائے سیحون اور دریائے آمو یعنی دریائے جیحوں) کی درمیانی وادی تک حکومت کر رہے تھے دین اسلام کی روشنی وہاں کی تاریک دنیا تک بھی جا پہنچی تھی اس طرح چغتائیوں کے خانوادے کا تعلق بھی منگولیا سے برائے نام رہ گیا تھا اور انہوں نے اسے ... ی مان کا نام دے دیا تھا چنانچہ آہستہ آہستہ خانوادہ چہ . نگیر . بکھرتا چلا گیا تھا ایک دادا کی اولاد میں ایک دوسرے سے رابطے معدوم ہوتے چلے گئے تھے اور ان کی خونی رشتے دشمنیوں میں بدلنے لگے تھے۔

یکایک وادئ کاشغر کے افق پر ایک شخص نمودار ہوا سمرقند سے پچاس کوس کی دوری پر " شہر سبز " جسے "کیس" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اس کا مولد ٹھہرا۔ بیس سال کی عمر تک بھیڑیں چرانے والا یہ شخص جس کا دایاں بازو غیر متحرک (Stiff) اور داہنی ٹانگ میں ایک گھا لگنے کے سبب لنگ پیدا ہو گیا تھا اور جو فنون حرب سے بے بہرہ تھا بزعم خویش خود کو دولت چغتائیہ کا وارث گرداننے لگا حالانکہ وہ منگول نہیں تھا بلکہ تاتاری تھا بہر حال اس لنگڑے چرواہے نے تاریخ عالم جسے "تیمور گورگان" کے نام سے یاد رکھے ہوئے ہے

آہستہ آہستہ میدان حرب وضرب کی طرف پیش قدمی شروع کر دی اور پھر شہر بلخ پر قبضہ جمالیا اس کے حوصلے اس قدر بڑھ چکے تھے کہ اس نے ۱۳۶۹ میں چغتائی املاک پر قبضہ کر لیا اور شہر بخارا کو اپنا مستقر بنالیا۔

اب اس کے قدم آگے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔ ۱۳۸۰ء میں پرشیا پر ۱۳۹۵ء میں روس پر اور پھر ۱۳۹۸ء میں تخت دہلی پر قابض ہو گیا ۱۴۰۱ء میں شام، مصر اور پھر ۱۴۰۲ء تک عراق اناطولیہ اور سلطنت عثمانیہ (ترکی) کو اپنے زیر نگیں کر چکا تھا وہ جس طرف بھی قدم بڑھاتا کامیابی اس کے قدم چومتی تیس برس کے عرصے تک وہ انہی فہم وفراست اور طاقت کے بل بوتے پر اپنی سلطنت کی حدیں وسیع سے وسیع تر کرتا چلا گیا امیر تیمور کی شخصیت نہایت ہی دلچسپ تھی اس قدر لمبا بدن چھریرا، اعصاب نہایت قوی، سر بڑا، چھاتی کشادہ رنگ گورا باز نما آنکھیں پیشانی نہایت ہی کھلی اور روشن انگلیاں موٹی ہاتھ بھاری اور چہرے پر لمبی اور گھنی داڑھی تھی۔

ستر برس کی عمر میں بھی وہ توانا جوان دکھائی دیتا تھا (تیمور کا لفظی معنی ہے لوہا) اپنے بازو ٹانگ کے لنگ کے باوجود ایک فولادی جسم اور فولادی اعصاب کا مالک تھا گویا وہ اسم با مسمی تھا۔

تیمور لنگ کے یا تمر لنگ کے ایک عالم لرزہ براندام تھا۔ حد تو یہ ہے کہ خاقان اعظم چنگیز خان (جس کا نام سن کر انسانوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے) کی اولادیں تمر لنگ تاتاری کو خراج ادا کر رہی تھیں اور ان کا نان ونفقہ اس لنگڑے فاتح کے رحم وکرم پر موقوف تھا۔ وہ جسے چاہتا پل بھر میں بادشاہ بنا دیتا تھا اور جسے ناپسند کرتا اسے گمنامی کا کفن پہنا کر عدم آباد پہنچا دیتا تھا گویا لوگوں کا زوال وعروج لنگڑے گڈریئے کی جنبش نگاہ کا مرہون منت ٹھہرا تھا۔

اگرچہ تمر لنگ دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کا بلا شرکت غیرے بادشاہ تھا مگر وہ خود کو امیر کہلانے پر ہی اکتفا کرتا تھا۔ اس نے کبھی بادشاہ یا سلطان کا لقب اختیار نہ کیا اس بات کے پیچھے ایک وجہ موجود ہے اور وہ یہ کہ چنگیز خان کے زمانہ عروج میں منگولوں اور تاتاریوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا کہ منگولوں کی اولاد دنیا پر حکومت کرے گی اور بادشاہ کہلائے گی جب کہ تاتاریوں کی اولاد منگول بادشاہوں کے دربار میں منصب وزارت سنبھالے گی اپنے زمانہ عروج میں بھی تیمور اپنے اجداد کا کیا ہوا وعدہ بھولا نہیں تھا اس لئے وہ خود کو امیر کہلانے ہی میں فخر محسوس کرتا تھا چہ جائیکہ اس نے چنگیز کی اولاد کو اپنا مطیع ومنقاد بنالیا تھا ان کی سلطنتوں کو

اپنے لنگڑے پاؤں تلے روند ڈالا تھا (اس بات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ منگول اور تاتار الگ الگ قبائل ہیں جو لوگ منگولوں کو تاتاری سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں) امیر تیمور کے مشیروں کے مشیروں نے اسے بہت ورغلایا کہ وہ "شہنشاہ عالم" کالقب اختیار کرے مگر اسے فاتح عالم یا شہنشاہ عالم سے زیادہ "لرزندہ جہاں" کہلوانے کا شوق تھا اس لئے اس نے امیر تیمور گورگان کالقب اختیار کیا "گورگان" کے معنی بھی "لرزندہ جہاں" میں۔

ایک صدی اور بیت گئی اگر تاریخ عالم کا بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو دنیا کی مختلف اقوام کے عروج وزوال کے اسباب کا بآسانی تجزیہ کیا جا سکتا ہے قانون قدرت سب کے لئے ہے کسی قوم نے چند مخصوص اصولوں کو بہت مضبوطی سے اپنالیا تو اسے بھرپور ترقی حاصل ہوئی اور جب اس نے ان اصولوں کو ترک کر دیا تو پھر وہ قعر مذلت میں جا گری جن عوامل نے اقوام کو اوج کمال تک پہنچایا ہے ان میں سے اتحاد، بے غرضی اور جفا کشی نمایاں اہمیت کے حامل ہیں اور پھر جب وہی قوم باہمی نفاق وافتراق میں مبتلا ہو جاتی ہے تو جاد اعتدال سے ہٹ جاتی ہے اور اسراف و تعیش پرستی میں مشغول ہو جاتی ہے تو پھر اس پر تنزل وابتلا کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ذلت ومسکنت اس کا مقدر بن جاتی ہے ایک عمرانی حقیقت بھی ہے وہ یہ کہ کم وبیش سو سال کے بعد ہر قوم کے قصر اقتدار کے ستون بوسیدہ ہو جاتے ہیں اگر ان ستونوں کی تجدید ومرمت نہ کی جائے تو پھر وہ ڈھے بھی سکتا ہے تاریخ عالم اٹھا کر دیکھیے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح دکھائی دیتی ہے وہ حقیقت کے جو نگولوں کے اقتدار کے ہر سو سال بعد دیکھی جاسکتی ہے چ. . گیر . خان کی موت کے ایک سو سال بعد تک منگولوں کے اقتدار کا شیرازہ بکھر چکا تھا جس سے تیمور لنگ نے فائدہ اٹھایا امیر تیمور کے اقتدار کو بھی ایک صدی بیت چکی تھی اس کی سلطنت اس کی اولاد میں تقسیم در تقسیم ہوچکی تھی گویا اس کا شیرازہ بھی بکھر چکا تھا اب ضرورت اس بات کی تھی کی تاتاریوں کے قصر اقتدار کے ستونوں کی تجدید ومرمت کی جاتی مگر تاتاریوں کی پانچویں نسل تو ایک دوسرے کے ساتھ دست وگریباں ہوچکی تھی۔ چغتائیوں کی سلطنت (یعنی سلطنت [illegible] دو حصوں میں) بٹ چکی تھی [illegible] ان کا صحرائی علاقہ چغتائی خان کی اولاد کی تیرھویں پشت کے دو بھائیوں میں سے بڑے بھائی "عیسی بوغا خان" کی تحویل میں چلا گیا تھا کیونکہ اسے مغلوں کی روائتی بدوی زندگی پسند تھی وہ شہروں کی پر تعیش زندگی کی بجائے خیموں میں رہنا پسند کرتا تھا اس لئے وحشی منگول اس پر اپنی جان نچھاور کرتے تھے جب کہ "عیسی بوغا خان" کا چھوٹا بھائی یونس شہری زندگی کا دلدادہ تھا۔ یونس خان تعلیم یافتہ تھا

اس لئے وہ اپنے حلقے میں عالم کہلاتا ہے کہا جاتا ہے کہ اسے کلام حافظ اور مثنوی معنوی کے بے شمار اشعار ازبر تھے وہ بڑا انفاست پسند اور ذی شعور تھا اس نے اپنے دو مستقر بنا رکھے تھے کبھی تو وہ کاشغر میں رہتا تھا اور کبھی تاشقند میں اگرچہ چغتائیوں کے کئی بڑے قبیلے یونس خان کے ساتھ رہتے تھے اور وہ ان کا بظاہر سرپرست اعلی بھی بنا بیٹھا تھا مگر درپردہ وہ لوگ "عیسی بوغاخان "ہی کو اپنا "خاقان "مانتے تھے اور وہی شخص ان کے نزدیک زیادہ قابل احترام بھی تھا۔یونس خان خاقانی والی کوئی خوبو نہیں تھی وہ تو ان کے نزدیک فقط سمرقند بخارا کا ایک عالم تھا اور بس۔

ن زیادہ نہیں چلے تک مع . لمسہ ی مان کی خیمہ بستی میں ٹک نہ سکا اور اس نے دوبارہ شہر کا رخ کیا چشتی مغلوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور بار دگر عیسی بوغاخان کی مسند خاقانی پر بیٹھا یونس خان شرمندہ تھا کہ وہ ابو سعید مرزا کے عطا کردہ منصب خاقانی کا تحفظ نہیں کر پایا تھا اب وہ کس منہ سے ابو سعید مرزا کا سامنا کرے گا مگر اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ بذات خود ابو سعید مرزا کی ضرورت تھا ابو سعید مرزا کے اپنے تحفظ کے لئے ضروری تھا کہ یہ دونوں بھائی (عیسی بوغاخان اور یونس خان) آپس میں برسرپیکار رہیں وہ جانتا تھا کہ اگر خدانخواستہ یہ دونون متحد ہو گئے تو پھر اس کے منصب سلطانی کی خیر نہیں پس ایک مدت دراز تک دونوں بھائیوں میں چوہے بلی کا کھیل جاری رہا۔کبھی تو "عیسی بوغان خان "بن جاتا اور کبھی "یونس خان "

یونس خان نے ابو سعید مرزا کو خوش رکھنے کے لئے ایک چال چلی اور وہ یہ کہ اس نے اپنی تین بیٹیوں کی شادی ابو سعید مرزا کے تین بیٹوں احمد مرزا، محمود مرزا اور عمر شیخ مرزا سے کر دی ابو سعید مرزا کے چاروں بیٹے تھے جن میں سے عمر شیخ مرزا سب سے چھوٹا تھا یونس خان کو انہی سب سے چھوٹی قہ ی اق نگار خانم سے بے پناہ محبت تھی یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے چھوٹے داماد عمر شیخ مرزا کو بہت چاہنے لگا تھا خدا کا کرنا کچھ یوں ہوا کہ ابو سعید مرزا کچھ ہی عرصہ بعد ایک معرکے میں مقتول ہوا اور اس کی سلطنت کے حصے بخرے ہو گئے یعنی چاروں بیٹوں نے دولت تیموریہ کو چار ٹکڑوں میں بانٹ دیا احمد مرزا کو سمرقند اور بخارا ملا، حصار، بدخشاں اور قندز پر محمود مرزا کا حق تسلیم کر لیا گیا جب کہ عمر شیخ مرزا کو وادی فرغانہ کی حکومت ملی۔بعد ازاں تاشقند بھی عمر شیخ مرزا نے ہتھیا لیا۔یونس خان کی چال بے حد کامیاب رہی سلاطین تیموریہ سے جوڑی گئی رشتہ داری اس کے بہت کام آئی کیونکہ خانوادہ تیموریہ کی بساط کے بڑے تین مہرے اس کی مٹھی میں آ چکے تھے ایک وقت تھا کہ

ابو سعید مرزا اسے جس طرح چاہتا تھا، نچواتا تھا۔ مگر اب ابو سعید مرزا کے تینوں بیٹے اس کی جنبش ابرو کے اشارے پر ناچتے تھے بالفاظ دیگر وہ تینوں بھائی ہر وقت ایک دوسرے کے علاقے ہتھیانے کے لئے میدان جنگ سجائے رہتے تھے اور یہی کچھ یونس خان چاہتا تھا یونس خان بہت چالاک شخص تھا اب وہ ابو سعید مرزا کے بیٹوں کے ساتھ وہی کھیل کھیل رہا تھا جیسا کہ ابو سعید مرزا چغتائیوں کے ساتھ کھیلتا آیا تھا پسندیدہ داماد ہونے کے ناتے یونس خان کا جھکا عمر شیخ مرزا کی طرف زیادہ تھا اسے ہر قت عمر شیخ مرزا کی بھلائی مطلوب رہتی تھی مگر اس بھلائی کے پس پردہ وہ اپنی بھلائی بھی کبھی نہیں بھولتا تھا یعنی وہ عمر شیخ مرزا کو کچھ علاقے دلا کر اس کے کچھ علاقوں کو ہتھیا لیتا تھا۔

یونس خان کی نظر میں تاشقند جیسے سرسبز وشاداب علاقے پر لگی ہوئی تھی بنا بریں اس نے تاشقند پر یلغار کر دی مگر تاشقند کے حاکم جمال خان نے بڑی چالاکی سے یونس خان اور اس کی چہیتی بیوی دولت بیگم کو گرفتار کر لیا یونس خان کو رسوا و ذلیل کرنے کے لیے اس نے دولت بیگم کو اپنے ایک مغل سردار کے حوالے کر دیا مگر موقع پاتے ہی دولت بیگم نے مغل سردار کا کام تمام کر دیا۔

وادی فرغانہ تین اطراف سے بلند وبالا پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی جب کہ صرف مغرب کی طرف سے اس وادی میں داخل ہونے کا راستہ تھا اس راستے کے دہانے پر فرغانی کا پہلا سربز وشاداب شہر "آخشی" تھا جو اس کے دارالخلافے انداجان سے چند کوس کے فاصلے پر تھا والی فرغانہ عمر شیخ مرزا کی زندگی میں ۱۴ فروری ۱۴۸۳ء بمطابق ۶ محرم الحرام ۸۸۸ء کا دن جو کہ جمعہ المبارک کا دن تھا بہت ہی سعید دن تھا کیونکہ اس روز صبح صادق کے وقت اس کا پہلوٹی کا بچہ پیدا ہوا اس بچے کی ماں قتہ [illegible] اق نگار بیگم دختر خاقان اعظم یونس خان تھی انداجان کا شاہی محل نفیریوں، دفوں، ڈھولوں اور نقاروں کی آوازوں سے گونج رہا تھا وادی فرغانہ کے ولی عہد کی پیدائش پر اس کے گوشے گوشے میں خوشیوں کے شادیانے بج رہے تھے

نومولود کے نام خاقان اعظم یونس کو بھی مع [illegible] ان میں نواسے کی پیدائش کی خوشخبری پہنچا دی گئی تھی خاقان اعظم نے ہزاروں مغلوں کے لاؤ لشکر کے ساتھ فرغانہ کا رخ کیا لشکر کے جلوس نفیریوں دفوں ڈھولوں والے بڑی فراخدلی سے اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے چلے آرہے تھے اور ہزاروں وحشی اپنے روائتی وحشیانہ رقص میں مشغول تھے خاقان اعظم کا قافلہ فرغانہ کی حدود میں داخل ہوا تو عمر شیخ مرزا اس کے استقبال

کے لئے وہاں پہلے ہی سے موجود تھا یونس خان نے اپنے داماد کو بچے کی پیدائش پر مبارک باد دی۔ اس نے نواسے کی پیدائش کی خوشی میں بے انداز مال نچھاور کیا۔ نانا اپنے نواسے کے لئے بھی گراں قدر تحائف ساتھ لایا تھا شاہی محل پہنچ کر خاقان نے اس سے پہلے نواسے کو دیکھنے کی خواہش کی اور پھر جب وہ نواسے کی خواب گاہ میں پہنچا تو اس نے بچے کو پالنے سے اٹھایا اور اپنے سینے سے لگا لیا اس کی پیشانی پر اپنے بوسے ثبت کئے اور داماد سے پوچھا:

عمر شیخ مرزا بچے کا کوئی نام بھی رکھا ہے؟

عمر شیخ مرزا نے جواب دیا: بچے کا نام ظہیر الدین رکھا ہے۔

یونس خان نے نام پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: کیا یہ نام کچھ زیادہ بڑا نہیں ہو گیا ہے؟

نہیں حضور یہ نام اتنا بڑا بھی نہیں کہ اسے آسانی سے لیا نہ جاسکے عمر شیخ نے برملا کہا

یونس خان نے کچھ توقف کیا اور پھر کچھ یوں گویا ہوا۔

تم چاہتے اسے کسی نام سے بھی بلاتے رہو میں تو اسے "بابر" ہی کہوں گا۔

جانتے ہو "بابر" کا معنی کیا ہے؟

مگر جواب کا انتظار کئے بغیر اس نے کہا "بابر" کا معنی ہے "شیر" یہ بچہ بڑا ہو کر شیر کی طرح نڈر ہو گا

عمر شیخ نے بھی سسر کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

اللہ تعالیٰ یہ نام مبارک کرے انشاء اللہ میرا بیٹا شیر ہی کہ طرح زندگی بسر کرے گا

اس کے بعد پھر عورتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا کہ (الامان والحفیظ) عمر شیخ مرزا کی خوشیوں میں شریک ہونے کے لئے اس کے بھابیاں بھی دور دراز کے سفر کر کے انداجان تک آئیں اور دعوتوں میں بھرپور حصے دار بنے عمر شیخ مرزا کی بھابیوں کے بچے کے دو دو رشتے تھے یعنی جہاں وہ اس کی چچیاں بھی وہاں وہ اس کی خالائیں بھی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ خالہ کا اپنے بھانجے کے ساتھ رشتہ بہت گہرا ہوتا ہے کیوں کہ ماں کے بعد بچوں کی خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے اسلئے ماسی کو "ماں سی" کہا جاتا ہے۔

ابو سعید مرزا کی وفات ے بعد خانوادہ تیموریہ میں یہ پہلی خوشی تھی عمر شیخ مرزا کے بھائی اور ان کے اہل خانہ اپنے تمام اختلافات پس پشت ڈال کر عمر شیخ مرزا کی خوشیوں میں شریک ہونے کے لئے فرغانہ

آئے تھے ہر شخص کا چہرہ خوشیوں سے دمک رہا تھا وقت وقت کی بات ہے کہ کچھ عرصہ قبل ایک وقت تھا کہ جب یہی اپنے چھوٹے چھوٹے قطعات زمین کے حصول کے لئے ایک دوسرے کے سامنے شمشیر بکف تھے اور آج ہنس ہنس کر ایک دوسرے کے گلے بھی مل رہے تھے اور مبارک بادیاں بھی دے رہے تھے اور وصول کر رہے تھے خدا جانے کل کیا ہوگا کون کس کے ساتھ ہوگا اور کون کس کے سامنے صف آراء ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاری ہے

(اس داستان کی دوسری قسط اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

علم اور علماء

جس نے علم کا راستہ اختیار کیا اسنے جنت کا راستہ اختیار کیا جس نے طلب علم میں وفات پائی وہ شہید مرا (فرمان رسول ﷺ)

علماء انبیاء کے وارث ہیں (فرمان رسول ﷺ)

جو بغیر علم کے ہو اسے بیمار جانو اور جو علم بغیر عمل کے ہو اسے بیکار جانو (حضرت ابو بکرؓ صدیق)

عالم وہی ہے جس کا اپنے علم پر عمل ہو۔(حضرت علیؓ)

اس شخص کو کبھی موت نہیں آتی جو علم کو زندگی بخشتا ہے اور علم وہ خزانہ نے جس کا ذخیرہ بڑھتا ہی رہتا ہے (حضرت علیؓ)

جو علم کو دنیا کمانے کے لیے حاصل کرتا ہے علم اس کے قلب میں جگہ نہیں پاتا ہے (امام ابو حنیفہؒ)

عالم جہل کو جہالت سمجھتا ہے اور جاہل علم کو (امام شافعیؒ)

اگر اھل کو علم نہ سکھایا جائے تو یہ ظلم ہے اور نا اہل کو تعلیم دی جائے تو علم کا حق ضائع کرنا ہے (امام شافعیؒ)

ایک عالم کی طاقت ایک لاکھ جاہلوں سے زیادہ ہوتی ہے (بایزید بسطامیؒ)

انسان کو چار چیزیں بلند کرتی ہیں علم، حلم، کرم اور خوش کلامی (بایزید بسطامیؒ)

اصل کمال علم اور عمل دونوں کو جمع کرنے میں ہے (امام غزالیؒ)

احمد بھائی آپ لوگ کب تک آرہے ہیں؟ اس نے حال احوال دریافت کرتے ہی کہا کیونکہ میرے تعلقات ذرا،وی۔ آئی۔پی لوگوں سے ہیں اس لئے ہم شام چار بجے آوں گا اور کھانے کے بعد منگنی کی رسم کریں گے دوسری طرف سے آواز آئی چلیں ٹھیک ہے آپ لوگ آئیں میں تو سارے انتظامات مکمل کر چکا ہوں احمد بولا اچھا پھر اللہ حافظ ٹوں،ٹوں،ٹوں۔

آہاہاہا۔۔۔ہا کیسا بے وقوف بنایا بھلے چنگے عقلمند کو احمد فون بند کرتے ہی بولا۔

دیکھیں آپ اس بے چارے کے ساتھ ایسا کیوں کررہے ہیں اس نے سارا انتظام کیا ہوگا بیٹیوں والوں کے احساسات بڑے نازک ہوتے ہیں برا کیا گزرے گی بیگم اپنی پرانی عادت کے مطابق ہمد ردی کی۔

تمہیں کیا پتا کہ زندگی کس کو کہتے ہیں زندگی انجوائے منٹ کا دوسرا نام ہے دیکھنا ابھی میرے بیٹے اور دوست احباب کس طرح خوش ہوتے ہیں اس بات سے وہ لنگوٹیا تو یہ سمجھ رہا تھا کہ میں واقعی اپنے باوقار بیٹوں کو اس کمتر کا داماد بنادوں گا۔

اجمل ایک غریب کسان تھا اس کی چاروں بیٹیاں جوان تھیں لیکن کوئی بھی ان کا رشتہ لینے کو تیار نہ تھا اس کا اور اس کی معصوم بیٹیوں کا قصور یہ تھا کہ وہ صرف معصوم ہی نہیں تھے بلکہ اللہ نے ان کو بھائی سے محروم رکھا تھا۔

اس نے لڑکیوں کے ماموں سے بات کی کہ وہ میری بیٹیوں کا رشتہ لے لیکن ماموں بے چارہ کیا کرتا اس کے لڑکے فیشن ایبل تھے وہ تو ان کو سوچنا بھی پسند نہیں کرتے تھے،سو بات نہ بن سکی،پورے آٹھ سالوں کی کوشش کے بعد اب اس کے کسی دولت کے ذریعے امید کی یہ کرن نظر آئی تھی کافی کھاتا پیتا گھرانہ تھا اجمل سے یہ خوشی سنبھالی نہ جارہی تھی۔وہ کبھی اندر آتا اور آکر بیٹیوں کو پیار کرتا اور نم آنکھوں سے انکا اچھا مقدر ہونے کی دعا کرتا اور کبھی باہر آکر لڑکے کے باپ کو فون کرتا لیکن اس کا دماغ کسی انہونے واقعے سے بے

خبر تھا وہ تو بس اسی بات کو سوچے جا رہا تھا کہ میری بیٹیاں کتنے اچھے گھر چلی جائیں گی تو کبھی یہ کہتا۔ یا اللہ !میری بیٹیوں کے مقدر اچھے کرنا۔

اسے قصبے کے امیر لوگوں کے رواج کے مطابق سات ڈشیں تیار کروا رکھی تھیں ہر چیز کے مکمل انتظامات کیے ہوئے تھے کیونکہ لڑکے والے امیر تھے اس لئے انہوں نے اپنے رواج کے مطابق سے کہا تھا کہ اور کچھ ہو نہ ہو ہم منگنی ضرور کریں گے اور منگنی کے دن تمہیں اپنی ساری برادری اور رشتے داروں کو بلانا ہو گا ورنہ ہماری ناک کٹ جائے گی اسے ان میں سے کوئی بات بری نہ لگی اس نے ان کی شرائط کے مطابق ہر چیز استطاعت سے بڑھ کر تیار کی پورے چھ بج رہے تھے وہ تو انتظار کر کے تھک چکا تھا اوپر سے لوگوں کی باتیں۔ کوئی کہتا کہ ہمیں اتنی دیر پہلے کیوں بلوایا؟ تو کوئی کہتا کہ اپنے چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانا چاہیے غرض جتنے منہ اتنی باتیں اور اوپر سے ان لوگوں کا موبائل آف اس کا دماغ چکرا رہا تھا وہ پریشان حال دل ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگ رہا تھا۔

پھر آٹھ بجے اسے ایک فون موصول ہوا جس میں اطلاع دی گئی کہ ہم آپ جیسے کمینے لوگوں کو دیکھا نہیں کرتے اور آپ ہماری راہیں تک رہے ہیں اب آرام سے سو جائیں ہم آپ کو بیوقوف بنا رہے تھے ٹوں۔ ٹوں۔ ٹوں

اس کے کان اور دماغ شاں شاں کر رہے تھے اس نے بمشکل اپنے آپ کو سنبھالا صرف اپنی بیٹیوں کے لئے اور ان کی بوڑھی ماں کے لئے۔ مائیں تو مائیں ہوتی ہیں ان کے نازک احساسات پر چھوٹی چھوٹی باتیں بھی چوٹ کرتی ہے یہ تو پھر اتنی بڑی بات تھی جب ماں نے سنا تو اسے اتنا شاک پہنچا کہ صدمے سے وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔

احمد کے بیٹے کا ایکسیڈنٹ ہو گیا دوسرا گھر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ فیکٹری قرضے کی دلدل میں پھنس گی ۔ گویا سکون کا نام ونشان نہ رہا۔ اس کی دو بیٹیاں گھر جوان بیٹھی تھی اور اسے کوئی سہارا دینے کو تیار نہ تھا کیونکہ اس کے پاس اپنی بیٹیوں کو دینے کے لیے جہیز نہیں تھا۔ سب رشتے دار دوست احباب منہ موڑ چکے تھے کئی سال کا عرصہ گزرنے کے بعد ایک دن ان کے گھر ایک آدمی آیا جو اس کا بہت پرانا دوست پھر دوستی گہری ہوتی گئی اس کے توسط سے ایک بیٹی کا رشتہ ہو گیا منگنی بھی ہو گئی۔

شادی کی ڈیٹ بھی فکس ہو گئی آج اس کی بیٹی کی شادی تھی اس کے پاس بہت تھوڑی زمین تھی اس نے وہ بیچ ڈالی کہ کسی طرح وہ اس فرض سے سبکدوش ہو جائے۔

سارا جہیز بنوایا میرج ہال میں آرڈر پر کھانا تیار کروایا۔ رات آٹھ بجے بارات آنی تھی لیکن اب پورے ۱۲ بج چکے تھے نہ بارات نے آنا تھا اور نہ ہی آئی اس نے ان کے نمبر پر رابطہ کیا تو یہ جواب موصول ہوا "شاید آپ واقعی ہی بہت سیدھے سادھے ہیں یا پھر حالات نے آپ کو ایسا بنا دیا ہم تو آپ کو بیوقوف بنا رہے تھے پھر ایک شیطانی قہقہہ بلند ہوا ٹوں۔۔۔ ٹوں۔۔۔ ٹوں۔ اس کے سامنے اس کی بیٹی دلہن بنی بیٹی تھی۔

پھر اس کے کانوں میں وہی الفاظ گونجے آپ واقعی۔۔۔ اسے لگا جیسے وہ خود کسی کو کہہ رہا ہے۔ وہ اٹھا اپنی بیٹی کے پاس گیا اسے پیار کیا پھر یکا یک اسے ہارٹ اٹیک ہوا اور اس فانی دنیا سے ایک پچھتاوا لے کر اس دنیا سے رخصت ہو گیا اپنی بیوی اور بیٹیوں کو روتا چھوڑ گیا۔

## حسن انتخاب

بنت نیک محمد، لاہور

حجاج کے دربار میں ایک کیس آیا۔ تین آدمی تھے ان کے قتل کا حکم دیا۔ ایک خاتون بھی ساتھ تھی۔ اس نے کہا چھوڑ دے تیری بڑی مہربانی ہو گی۔ حجاج کہنے لگا تینوں میں سے ایک کو چن لے (اس ایک کو چھوڑ دوں گا باقی دو کو قتل کر دوں گا) ایک بیٹا تھا ایک خاوند تھا ایک بھائی تھا۔ عورت نے کہا خاوند دوسرا بھی مل جائے گا بچے اور بھی پیدا ہو جائے گے میرے ماں باپ مر گئے ہیں۔ بھائی اب کوئی نہیں ملے گا میرا بھائی چھوڑ دے۔ باقی کو قتل کر دے۔ حجاج نے کہا کہ میں تیرے حسن انتخاب پر سب کو چھوڑ تا ہوں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت یعنی دین کا علم سکھانے اور دین پر عمل کرکے دکھانے اور عمل کا شوق پیدا کرنے کا سب سے پہلا گھر مدرسہ اوران کے ماں باپ کی گود ہے ماں باپ عزیز و اقربا بچوں کو جس سانچے میں چاہیں ڈھال سکتے ہیں اور جس رنگ میں چاہیں رنگ سکتے ہیں بچہ کو سنوارنا اور بگاڑنا دونوں گھر سے چلے ہیں بچوں کی تعلیم و تربیت کی اصلی ذمہ دار ماں باپ ہی ہیں، بچپن میں ماں باپ ان کو جس راستہ پر ڈال دیں گے اور جو طریقہ بھلا یا بُرا سکھا دیں گے وہی ان کی ساری زندگی کی بنیاد بن جائے گا۔

آج کل ماں باپ اولاد کو دنیا سے حاصل ہونے والا علم سینکڑوں اور ہزاروں روپے خرچ کرکے سکھاتے ہیں اور بعضے لوگ کوئی دوسرا ہنر سیکھنے کے لئے کسی کارخانہ میں بچہ کو پہنچا دیتے ہیں مگر دینی باتوں اور دینی عقیدوں اور دینی طریقوں کے سکھانے کو ضروری نہیں سمجھتے کسی نے بہت ہی دینداری کا خیال کیا تو ذرا سی کوئی بات سکھا کر یا چھوٹے سے مکتب میں ایک دو برس پڑھوا کر آگے دنیا کمانے میں لگا دیا اور دین کی بہت سی ضروری باتوں سے محروم کر دیا۔

بچہ کے دل میں خدا کا خوف خدا کی یاد خدا کی محبت اور آخرت کی فکر اور اسلام کے حکموں کے سیکھنے اور اسی کو زندگی کا مقصد بنا لینے کا جذبہ پیدا ہو جانے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیے اس کو نیک عالموں اور حافظوں کی صحبت میں دین کی تعلیم دلاؤ۔

قرآن شریف حفظ کراؤ قرآن و حدیث کے معنی اور مطلب سمجھنے کے لئے عربی پڑھاؤ۔ اولاد کو نماز کی پابندی، حلال و حرام، عبادات الٰہی، خدا کی یاد، قرآن مجید کی تلاوت، امانت داری، حیا و شرم، سخاوت، صبر شکر، حلم، بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور وعدہ پورا کرنا اور اسی طرح دوسرے اچھے اخلاق سکھاؤ۔ اگر تمہارا لڑکا دین کے طریقے پر چل کر دوزخ سے بچ گیا اور دنیا میں بھوکا رہا تو یہ بڑی کامیابی ہے اور اگر اس نے لاکھوں روپیہ

کمایااور بڑی بلڈنگیں بنائیں خدا سے دور رہ کر اور گناہوں میں پڑ کر دوزخ مو ل لے لی تو دولت اور جائیداد بیکار بلکہ اس کے لئے وبال ہی وبال ہے۔

عورتوں کی بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو دین دار بنائیں اور دوزخ سے بچادیں ہر بچہ ۱۰،۹سال تو اپنی ماں کے پاس ہی رہتا اس عمر میں اسے دین کی باتیں سکھادو، دین دار بنادو، اگر اولاد دیندار ہو گی تو تمہارے لئے دعا کرے گی اور جو علم تم نے سکھایا تھا اس پر عمل کرے گی تو تم کو بھی اجر وثواب ملے گا۔

حضرت رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سب کام ختم ہو جاتے ہیں اور ان کا ثواب بھی کم ہو جاتا ہے سوائے تین کاموں کے کہ ان کا ثواب ملتا رہتا۔ وہ تین کام یہ ہیں۔

1. صدقات جاریہ (جیسے دینی تعلیم کا مدرسہ قائم کیا یا مسجد بنوادی یا کوئی مسافر خانہ بنادیا)
2. وہ علم جس سے دینی نفع حاصل کیا جاتا ہو۔
3. وہ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو اور ظاہر ہے کہ ماں باپ کے لئے دعا خیر وہی لوگ کرتے ہیں جو دیندار اور آخرت کے فکر مند ہوتے ہیں۔

دین کے پھیلانے میں حضرت رسول مقبول کے زمانہ کی عورتوں کا بڑا حصہ ہے خود بھی اسلام پر عمل کرتی تھیں اپنی اولاد کو بھی دین پر چلاتی تھیں اور اپنے لڑکوں کو دین جان دینے اور دین پر قربان ہونے کے لئے پرورش کرتی تھیں۔

ایک صحابی حضرت انس تھے ان کی والدہ نے ان کو سمجھا بجھا کر حضرت رسول مقبول کی خدمت میں لایا گیا اس وقت ان کی عمر دس برس تھی انہوں نے حضرت رسول مقبول کی خدمت کی اور بہت بڑے عالم ہوئے۔

صحابی عورتوں میں دین سکھانے کی بڑے جذبے تھے اور ان کے بعد والی عورتوں میں بھی اسلام کی تعلیم کو رواج دینے اور اپنے عزیز بچوں کو دین کا علم پڑھنے کے لئے سفر کو جانے لگتے تو ان کی جدائی پر ذرا غم نہ کرتی تھیں اور ان کے خرچ کے لئے اپنا زیور تک دے دیتی تھیں۔

امام بخاری کو تو سب جانتے ہیں حدیث کے بہت بڑے عالم تھے جب انہوں نے علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی والدہ اور بہن نے خرچ کی ذمہ داری لی اور ایک بہت بڑے عالم

قاضی زادہ رومی گزرے ہیں جب انہوں نے علم حاصل کرنے کے لئے سفر کا ارادہ کیا تو ان کی بہن نے اپنا بہت سارا زیور ان کے سامان میں چھپا کر رکھ دیا اور ایک بڑے عالم امام ربیعہ گزرے ہیں ان کے باپ ایک اسلامی حکومت کی فوج میں ملازم تھے اس زمانے میں مسلمانوں کی فوجیں اسلام کو بلند کرنے کرنے کے لئے دشمنوں سے لڑا کرتی تھیں۔

امام ربیعہ کے والد بادشاہی حکم سے بہت سی لڑائیوں پر بھیج دیئے گئے اس وقت امام ربیعہ ماں کے پیٹ میں تھے چلتے وقت ان کے والد نے اپنی بیوی کو تیس ہزار سونے کی اشرفیاں خرچ میں لانے کے لئے دی تھیں خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان کو لڑائیوں میں ستائیس برس لگ گئے اور پیچھے ایک ہی بچہ پیدا ہوا اور اس نے احادیث کا علم حاصل کیا اور پھر احادیث پڑھانے کا استاد بن گیا اور تیس ہزار اشرفیاں ماں نے اپنے بچہ کو دین تعلیم دلانے پر خرچ کر دیں اب جو ستائیں برس کے بعد امام ربیعہ کے والد گھر لوٹے تو بیوی سے پوچھا ان اشرفیوں کا کیا ہوا؟

بیوی نے کہا حفاظت سے رکھی ہیں پھر وہ جب مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو دیکھا کہ میرا بیٹا مسجد میں حدیثیں پڑھا رہا ہے اور دنیا اس کی شاگرد بنی ہوئی ہے یہ ماجرا دیکھ کر پھولے نہ سمائے۔

جب گھر میں آئے تو بیوی سے پوچھا کہ تیس ہزار اشرفیاں اچھی ہیں یا یہ نعمت بہتر ہے؟ کہنے لگے حدیثوں کے علم کے سامنے ان اشرفیوں کی کوئی حقیقت نہیں شوہر کا جواب سن کر بیوی کہنے لگیں کہ وہ اشرفیاں میں نے اسی نعمت کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں شوہر نے نہایت خوش ہو کر کہا خدا کی قسم تو نے وہ اشرفیاں ضائع نہیں کی ہیں۔

حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی کو اکثر مسلمان جانتے ہیں انہوں نے جب کم عمری میں علم کے لئے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے والدہ صاحبہ نے چالیس اشرفیاں ان کی اچکن کی آستین میں بغل کی پاس اس طرح سی دیں کہ وہ بغل میں چھپ گئیں ان کے پاس صرف یہی اشرفیاں تھیں اور کچھ بھی نہ تھا اور شوہر بھی زندہ نہ تھے ان کے دل میں دین کی بڑی قدر تھی کم عمر بچہ کو دین سیکھنے کے لئے دور بھیجنے پر بھی دل کو راضی کر لیا اور جو کچھ پاس تھا یعنی چالیس اشرفیاں وہ بھی بچہ کو دے دیں اور اپنے لئے سوائے خدا کے نام کے کچھ بھی نہ رکھا۔

چلتے وقت بچہ کو خدا کے سپرد کیا اور یہ نصیحت کی کہ بیٹا جب بولو سچ بولو حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی والدہ کی نصیحت کو گرہ کی طرح باندھ کر گھر سے نکلے اور ایک قافلہ کے ساتھ شہر بغداد کا رخ کیا راستے میں ڈاکو مل گئے۔

جنہوں نے قافلہ کو لو ٹ لیا اور سامان چھین لیا ایک ڈاکو نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا سامان چھین لیا اور پھر پوچھا کہ تمہارے پاس اور کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ چالیس اشرفیاں اور ہیں۔

یہ جواب ڈاکو نے سنا تو سمجھا کہ لڑکا مذاق کر رہا ہے۔ کہنے لگا کیا مذاق کرتے ہو؟

حضرت شیخ نے فرمایا: "میں مذاق نہیں کرتا سچ کہتا ہوں۔" اس کے بعد دوسرے ڈاکو سے سوال وجواب ہوا اس نے بھی اول تو ان کی بات کو مذاق سمجھا پھر کچھ خیال آیا تو حضرت شیخ کو اپنی سردار کے پاس لے گیا سردار سے گفتگو ہوئی باتوں باتوں میں اس نے پوچھا کہ آپ کے پاس اشرفیاں کہاں ہیں حضرت شیخ نے فرمایا یہ آستین میں سلی ہوئی ہیں۔

ڈاکوؤں کے سردار نے کہا تم عجیب آدمی ہو ایسی قیمتی چھپی ہوئی چیز کو یوں بتاتے ہوں، حضرت شیخ نے فرمایا: "مسلمان کو ہمیشہ سچ بولنا چاہیے وہ مسلمان نہیں جو جھوٹ بولے۔ حضرت شیخ کا یہ فرمانا تھا کہ اس سردار پر بہت اثر ہوا شرمندگی سے سر جھکا لیا اور پھر اپنے تمام آدمیوں کے ساتھ جو ڈاکہ ڈالنے میں اس کے ساتھی تھے حضرت شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اور گناہوں سے توبہ کی اور سارے قافلہ کو جو جو سامان لوٹا تھا واپس کر دیا۔

دیکھا ایک بوڑھی ماں کی نصیحت کا اثر اور بچے کو دین پر ڈالنے کا نتیجہ کہ سب ڈاکوؤں نے لوٹ سے توبہ کر لی اور سارے قافلہ کا سامان مل گیا آگے چل کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بہت بڑے عالم اور ولی اور بزرگ ہوئے تمام امت ان کی بزرگی کی قائل ہے۔

خوش نما ٹائٹل پر بد نما عنوان نے ہمارے تجسس میں اضافہ کیا اور ہم نے یہ کتابچہ مسمی بہ "تصوف کا تاریک ترین غار" مکمل پڑھ ڈالا لیکن ہماری حیرت واستعجاب کی انتہا نہ رہی کہ جھوٹ نے ہمارے دیس میں کیسا بھیس بدلا ہوا ہے اسلام کے نام پر اسلام دشمنی؟ یہ کھیل کافی عرصے سے ارتدادی تنظیمیں کھیل رہی ہیں فکری آوارگی میں امت مسلمہ کتنی گھر چکی ہے شریعت اور طریقت میں تضادات اور منافات کو ثابت کرنے کی کوششیں نقطہ عروج پر ہیں "تصوف "کو نیا دین قرار دیا جارہا ہے اہل اللہ کو دین کا دشمن باور کرایا جا رہا ہے حضور ﷺ پر بہتانات باندھے جارہے ہیں کلام اللہ کی من مانی تفسیریں لکھی جارہی ہیں فرمودات نبویہ ﷺ کو معاذ اللہ من گھڑت اور عجمی اختراع کہا جارہے اولیاء اللہ کے مزارات کو مندروں کا نام دیا جارہا ہے خانقاہوں کو صوفیوں کی خیالی جنت کہا جارہا ہے اور نت نئے ہمرنگ زمین فریب کے جال بچھائے جارہے ہیں لوگوں کو اولیاء اللہ کی مبارک صورتوں سے متنفر کیا جارہاے اسلامی تشخص کا مذاق اڑایا جارہا ہے اور صلحائے امت کی عقیدت کو ختم کرنے کی بھونڈی سازش کی جارہی ہے۔

شاید آپ کو یاد ہو گا کہ اس طرح کا ایک خط جو شیخ احمد کے نام سے چھپتا تھا اس میں بھی اس طرح کی باتیں ہوا کرتی تھیں مثلا رات کو قرآن کو پڑھتے پڑھتے آنکھ لگ گئ نیند میں نبی ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزانہ اتنے آدمی جہنم میں جارہے ہیں تم لوگوں کو یہ پیغام دے دو (آخر میں یہ بھی ہوتا تھا) اس پرچہ کو چھپوا کر تقسیم کرو فلاں نے چھپوا کر تقسیم کئے تو اس کو اتنا نفع ملا فلاں نے انکار کیا اس کا جواں سالہ بیٹا مر گیا۔ وغیرہ وغیرہ

یہ کتابچہ بھی اسی طرز پر لکھا گیا ہے اس میں من گھڑت کہانی تھی اس میں بھی وہی کچھ ہے اس میں خواب میں زیارت نبوی کا دعوی تھا اس میں بھی وہی بات ہے دونوں میں یہ بات قدر مشترک ہے کہ ہم کو نبی نے حکم دیا ہے ہم نبی کے حکم پر یہ کام کررہے ہیں۔ ہاں فرق یہ ہے کہ وہ صرف ایک ورقہ تھا یہ کتابچہ ہے

اس ورقے کو پڑھنے والے پر یہ لازم تھا کہ وہ چھپوائے اور تقسیم کرے یہاں یہ مشقت نہیں بلکہ مفت دینے کی بجائے لینے کی بات ہے وہاں فوٹو اسٹیٹ کی مصیبت تھی اور یہاں کمپوز شدہ کتابی شکل میں دستیاب ہے۔

نئی گمراہیاں خوبصورت رنگ ڈھنگ سے پھیلائی جارہی ہیں دور حاضر کے نئے فلسفے فکری وارتدادی منصوبے منہ کھولے کھڑے ہیں اوراب توعام قلم کاروں کے بجائے یہ کام خیر سے "صحافی" انجام دے رہے ہیں۔ ہر "ایراغیرا" صحافی کی چھاپ لگا کر لوگوں کے قلوب واذہان میں زہر انڈیل رہاہے اس کتابچے کا مصنف بھی بزعم خود "صحافی" ہے نہ صرف یہ کہ خود صحافی بلکہ اس صحافی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیاہے کہ جا !اے صحافی !میرے اور تمہارے درمیان آج جو گفتگو ہوئی اسے بار بار لکھ کر عوام الناس تک پہنچا۔

نہایت افسوس سے کہنا پڑتاہے کہ زمانے کے نکمے اور عقل وخرد کی نعمت سے تہی دامن بے دین لوگ اس دکھوں کی ماری امت کو گمراہ کرنے میں جتے ہوئے ہیں۔ نجانے مجھے لگتاہے کہ ہم اس دور کی طرف بڑی تیزی سے جارہے ہیں جس کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"لعن اخر ھذا الامۃ اولھا" اس امت کے آخری لوگ پہلے والے لوگوں پر لعنت کریں گے۔

اس کتابچہ میں بھی مسلمانوں کی مقتدر شخصیات کے نام لے لے کر ان کو گمراہ کہا گیاہے دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کے ماننے والا کہا گیاہے اور اپنی خواہش کے مطابق قرآن کی تفسیر کی گئی ہے فرامین نبوی کا درپردہ انکار کیا گیاہے۔

چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

۱۔ میں نے کبھی ایسا نہیں کہا کہ بنی اسرائیل میں بہتر فرقے ہیں میرے امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔

۲۔ تم لوگ مجھ پر درود بھیجتے ہو وہ شخص جس کے پسینے سے میرے عمل اور فرمودات کی خوشبو نہیں آتی اس کا بھیجا ہوا درود میرے لئے اذیت کا باعث ہوتاہے۔ قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتاہے:

۳۔ ووجدک ضالا فھدی اور کتب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور کی مراد کے بارے لکھتاہے یہ اندھیرے جہالت توہم پرستی اور تصوف کے اندھیرے تھے باطنیت اور سریت کی بھول بھلیاں تھیں۔

۴۔ چارآیات قرآنیہ کا خلاصہ یوں لکھتا ہے: "اللہ نے یہ حکم نہیں دیا کہ اے رسول امت کو درگاہوں خانقاہوں اور غاروں کا راستہ دکھا مراقبوں چلوں اور تصوف کی کرامات سے آگاہ کرو اور نہ آپ ﷺ نے یہ کام کیا۔

۵۔ صوفیا کے بارے میں لکھتا ہے اس لیے ان کے صوفیا کے اندر ایسے ایسے ہوئے جو زندیق یالوطی تھے یا گدھیوں کے ساتھ کھلم کھلا دن دھاڑے ـــــــــــــــــــــــــ کرتے تھے۔

الغرض یہ کتابچہ اور اس طرح کی باقی کتابچے گمراہی کے پلندے ہیں اہل تحقیق علما اپنا فرض نبھا رہے ہیں اور ان کے جوابات بھی لکھ رہے ہیں باقی علما سے بھی گزارش ہے کہ امت کو گمراہی سے بچانے کے لیے ان جیسی زہر آلود کتابوں کا جواب لکھیں اور اہل ثروت سے گزارش ہے کہ ان جوابات کو مفت تقسیم کرنے کا بندوبست فرمائیں اس کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ کر لیا جائے حتی الوسع ہم اس طرح کی ارتدادی مہم کامیاب نہ ہونے دیں گے۔ 0306-2251253,0332-4576086

---

مجھے زندگی میں قدم قدم پہ تیری رضا کی تلاش ہے
تیرے عشق میں اے میرے خدا مجھے انتہا کی تلاش ہے
میں گناہوں میں ہوں گھرا ہوا زمیں پہ ہوں گرا ہوا
جو مجھے گناہ سے نجات دے مجھے اس دعا کی تلاش ہے
میں نے جو کیا وہ برا کیا میں نے خود کو خود ہی تباہ کیا
جو تجھے پسند ہوں میرے خدا مجھے اس ادا کی تلاش ہے
تیرے در پہ ہے میرا سر جھکا مجھے اور کچھ نہیں چاہیے
مجھے سب سے کر دے جو بے نیاز مجھے اس انا کی تلاش ہے

بنت محمد نعیم اختر۔جامعہ حقانیہ،لاہور

عبدالکریم نے آلو کی بوری اٹھائی اور حاجی صاحب کی دکان کی دہلیز پر رکھ کر بیٹھ گیا حاجی صاحب نے عبدالکریم کو پانچ روپے کا نوٹ تھما دیا عبدالکریم نے جھجکتے ہوئے کہا دراصل حاجی صاحب مجھے ایک ہزار روپے دے دیں، اللہ نے مجھے بیٹا عطا کیا ہے اس کا عقیقہ وغیرہ کرنا ہے۔ حاجی صاحب بولے: "آج کل کاروبار کچھ خاص نہیں چل رہا، لہذا جلد واپس لوٹا دینا" اور ہزار کا نوٹ عبدالکریم کی طرف بڑھا دیا۔

عبدالکریم نے گھر پہنچتے ہی زور سے کہا آسیہ بیگم! آسیہ بیگم روپے کا بندوبست ہو گیا ہے جلد ہی بچے کا عقیقہ کریں گے اور مٹھائی تقسیم کریں گے۔

عبدالکریم کی دو بیٹیاں بھی تھیں ایک تین سال کی تھی اور دوسری پانچ سال کی ایک کا نام کرن اور دوسری کا نام ارم تھا وہ بھی اپنے اکلوتے بھائی کو دیکھ کر خوش تھیں بچے کا نام علی رکھا گیا علی پانچ سال کا ہوا تو اس کے والد نے اسے سکول داخل کروا دیا، علی کا ایک قاعدہ سلیٹ اور پلاسٹک کے جوتے بھی آ گئے علی نئے جوتے پہن کر بہت ہی خوش تھا وقت گزرتا گیا علی بڑا ہوتا گیا، عبدالکریم گھر کا خرچ بہت مشکل سے چلاتا تھا۔

ایسے میں علی کے میٹرک کے امتحانات کا مسئلہ آ گیا فیس کا مسئلہ اس نے حاجی صاحب سے بیان کیا حاجی صاحب نے اس کو ڈانٹا پندرہ سال قبل اس نے جو پانچ ہزار لیے تھے ابھی تک واپس نہیں دیے اب پھر چوہدری صاحب نے قرض دینے کا وعدہ کر لیا عبدالکریم قرض لے کر بہت خوش ہوا۔

علی کی فیس بھی گئی اور بہت خوش ہوا اسی دوران عبدالکریم کے سینے میں بہت سخت درد ہوا ڈاکٹر نے ٹی بی کا خدشہ ظاہر کیا اور مکمل آرام کو کہا عبدالکریم بستر پر لیٹ گیا اور علی ایک ہوٹل میں ملازمت کرنے لگا جس سے گھر کا خرچ پورا ہوتا آخر علی کا نتیجہ بھی آ گیا ۶۵۰ نمبر لے کر پورے ضلع میں اول نمبر پر آیا۔

عبدالکریم یہ سن کر بہت خوش ہوا اور ساتھ ہی غمگین بھی ہوا کیونکہ امیر لوگوں کے لڑکے بمشکل پاس ہوئے تھے وہ مٹھائیاں تقسیم کر رہے تھے علی کے دوست اور اساتذہ اس سے پارٹی طلب کر رہے

تھے علی اپنا سرٹیفکیٹ لے کر گھر کی طرف چل دیا اور مستقبل کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ مزید تعلیم کے لئے کالج میں داخلہ لینا چاہتا تھا اس نے پری میڈیکل میں داخلہ لے کر امتحان میں ۳۰۳ نمبر لیے اسی خوشی میں عبدالکریم ایک پاؤ گوشت لے کر آیا جو سب نے خوش ہو کر کھایا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

ادھر چوہدری صاحب نے عبدالکریم کو قرض لوٹانے کی دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ اگر قرض نہ دیا تو گھر سے نکلنا پڑے گا اور زمین چھوڑنی پڑے گی عبدالکریم بے چارہ قرض ادا نہ کر سکا آخر کار اسے گاؤں سے نکال دیا گیا۔ عبدالکریم نے آسمان تلے خیمہ لگالیا علی، میڈیکل کالج میں داخلہ لینا چاہتا تھا گھر والوں نے ایک وقت کی روٹی چھوڑ دی اور علی کی فیس کا بندوبست کیا علی کی ماں لوگوں کے گھر میں جھاڑو دینے لگی اور بچا کھچا کھانا وہاں سے لے آتی ہے اس کو کھا پی کر عبدالکریم اور اس کا گھرانہ اللہ کا شکر ادا کرتا۔

کرنل صاحب کی بیگم آسیہ اور اس کی دونوں بیٹیوں کے لئے اپنے پرانے کپڑے دے دیتی تھیں وقت گزرتا گیا پھر علی ایک دن ڈاکٹر بن گیا لیکن بغیر سفارش کے اسے کوئی (ڈاکٹر) ملازمت پر رکھنے کا تیار نہیں تھا علی روز ڈگریاں اٹھائے ہسپتالوں کے چکر لگاتا مگر وہاں سفارشیوں کی لین لگی ہوتی ادھر عبدالکریم اور آسیہ اس خوشخبری کے انتظار میں تھے۔

اب وہ دربدر بھٹکتا رہا سرمایہ دارانہ نظام میں اس کو ملازمت نہ ملی ہر جگہ سفارشی لوگ نوکریاں تلاش کرنے میں کامیاب رہے آخر وہ تنگ آگیا۔ آخر اس کے اپنے خیمے میں لوگوں کا علاج شروع کر دیا بہت تھوڑے سے پیسوں سے دوائیاں خرید کر لاتا اور ان ہی سے لوگوں کا علاج کر کے وہ بہت کم پیسے وصول کرتا اللہ نے اس کے کام میں برکت ڈالی لوگ اسکے علاج سے تندرست ہونے لگے۔

رفتہ رفتہ اسکا کام چلنے لگا خیمے نے باقاعدہ ایک کلینک کی جگہ لے لی کلینک کے ساتھ ایک کچا گھر بھی بن گیا تاہم اب گھرانہ خوش تھا ان سب کو اطمینان تھا کہ جلد ہی اب قرض تلے سے نکل جائیں گے ایک دن ایسا آیا کہ اس نے سارا قرض اتار دیا اور وہ علاقے کا کامیاب ترین ڈاکٹر بن گیا اس کے کلینک کے آگے مریضوں کی بھیڑ لگی ہوتی ہے

# روحانی علاج

ابو السمعان المدنی

## قرض کی ادائیگی میں آسانی:

قرض کے سلسلے میں چند ضروری باتیں ذہن نشین کر لیں۔

1. حتی المقدور کوشش کریں کہ قرض نہ لینا پڑے ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ قرض اللہ تعالی کا ایسا جھنڈا ہے کہ وہ جسے ذلیل ورسوا کرنا چاہے اس کے اوپر یہ جھنڈا لگادیتے ہیں لہذا دنیاو آخرت میں رسوائی اور ندامت سے بچنے کے لئے قرض لینے سے پرہیز کریں۔

2. جناب نبی کریم کا ارشاد گرامی ہے:

**"یغفر لشھید کل ذنب الا الدین"**

ترجمہ: شہید کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔

غور کیجئے!

کہ شہید کا اتنا بڑا مرتبہ ہے اور اتنا بلند مقام ہونے کے باوجود اس کو قرض کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا تو ہم کس شمار میں ہیں

قرض حقوق العباد میں سے ہے اور حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق۔ مستقل یہ ضابطہ ذہن میں رکھیں کہ یہ حقوق صرف توبہ کرنے سے معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کی معافی کے لئے ضروری ہے کہ صاحب حق سے اس کے حق کی ادائیگی کی جائے یا اس سے معاف کروایا جائے۔

3. قرض کی رقم خواہ کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو اس کو معمولی نہ سمجھیں ایک حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ: قیامت کے دن ایک درھم کے بدلے میں ساڑھے سات سو مقبول نمازیں دینا پڑیں گی۔

ایک ڈائری بنائیں جس میں تمام لین دین لکھا کریں اور اپنے قریبی عزیزوں کو بتلادیں کہ میرے قرضوں کی تفصیل فلاں جگہ لکھی ہوئی ہے اگر میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکوں تو میرے ورثاء قرض ادا کر دیں۔

## قرض میں آسانی کی دعا:

تہجد کے وقت باوضو ہو کر دو رکعت نفل پڑھیں بعد ازاں قبلہ رخ بیٹھ کر اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ دورد شریف پڑھیں اور یہ دعا ایک سو مرتبہ پڑھیں۔

نوٹ: گننے کے لئے تسبیح سے مدد لی جاسکتی ہے۔

"اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک و اغننی بفضلک عمن سواک"

## ادائیگی قرض کا ایک مجرب عمل:

وتر کی نماز سے پہلے دو رکعت نوافل ادا کریں اور دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد درج ذیل آیات پانچ پانچ مرتبہ پڑھیں۔

"قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شی قدیر تولج اللیل فی النھار وتولج النھار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب"

اللہ کے فضل و کرم سے تمام قرضے ادا ہو جائیں گے یہ عمل بزرگان دین کا آزمودہ اور مجرب ہے۔

## جواھرات

(ام عاطف علی، لاہور)

☜ کتاب زندگی کو کتاب بندگی میں بدلنا سب سے مشکل کام ہے۔

☜ صبر کرنا اور درگزر کرنا بڑے اولی العزم لوگوں کا کام ہے۔

☜ توبہ کرو پلٹ آؤ اس سے پہلے کہ تمہیں پلٹایا جائے۔

☜ قرب الٰہی علم شریعت امر اتباع سنت سے میسر ہوتا ہے۔

☜ خدا کی نظر میں وہ انسان اچھا ہے جس کا اخلاق اچھا ہو۔

☜ کم عمر کی عزت کرو کیونکہ کے نامہ اعمال میں گناہ کم ہیں۔

☜ تعلیم حقیقت کی تلاش کا دوسرا نام ہے۔

ایک روز ایک صاحب جو شاہ جی کے ملنے والوں میں سے تھے اور کچھ لوگوں کی زیادتیوں کا شکوہ کرنے لگے شاہ جی نے کہا کہ میاں اسلام نے اس ضمن میں ایک دستور دیا ہے جو بہت ہی حقیقت پسندانہ ہے کہ اگر کوئی زیادتی کرے تو جواباً تمہیں حق ہے کہ اس کے برابر بدلہ لو، لیکن اگر معاف کر دو تو اس کا اجر اللہ دیتا ہے اور اگر زیادتی کا جواب حسن سلوک سے دو تو دشمنی کو اللہ پاک اپنے کرم سے دوستی میں بدل دیتے ہیں لیکن ایسا صرف صاحب نصیب ہی کرتے ہیں بدلہ لینے کی ہمت وطاقت ہو پھر درگزر سے کام لیا جائے تو صاحب ہمت ہونے کی علامت ہے اور حسن سلوک سے جواب دیا جائے تو صاحب نصیب ہونے کی نشانی ہے۔

ہمارے مرشد نے زندگی گزارنے کا یہ اسلوب بتایا تھا کہ دوسروں کی خامیوں سے درگزر کرو اپنا احتساب کرو اور خود کو کبھی معاف نہ کرو دوسروں میں جو برائی دیکھو اسے اپنے اندر تلاش کرو اگر اسے اپنے اندر پاؤ تو اسے دور کر دو جو نعمت حق مل جائے اس پر فخر نہ کرو، شکر کرو، جو چیز نہیں ملی، اس پر ملال نہ کرو مطالعہ کتاب ضرور کیا کرو اور مطالعہ کتب نہ صرف ذہن کو جلا بخشتا ہے بلکہ انسان کو بہت سی فضول باتوں اور فضول خیالات سے بچاتا ہے۔

میر صاحب نے کہا: "شاہ جی آپ تو کتابیں کم ہی پڑھتے ہیں۔" شاہ جی نے کہا میاں ہم تو زندہ کتابیں پڑھتے ہیں ہماری کتابیں چلتے پھرتے انسان ہیں لوگوں کی پیشانی کے خطوط اور چہروں کے صفحات ہمیں زندگی کا وہ سبق دیتے ہیں جو کتابوں کے مردہ اوراق میں نہیں پائے جاتے۔

اس پر میر صاحب نے طنزاً کہا: "اپنا شاہ جی گفتار کا غازی ہے۔"

شاہ جی نے کہا میاں یوں کہیے کہ: "اپنا شاہ جی جس سے راضی ورنہ بھائی بازی بازی باریش بابا ہم بازی۔" میر صاحب نے کہا شاہ جی ہم مانتے ہیں کہ آپ باتوں کے استاد ہیں ملک الموت آئے گا تو اس کو بھی باتوں میں لگالیں گے اس سے کہیں گے کہ یار اس جہاں سے چلنے سے پہلے ذرا موت کے عنوان پر گفتگو

ہو جائے قسم سے بڑا خوبصورت نکتہ ذہن میں آیا ہے شاہ جی نے کہا بھائی یہ بات بھی تو کوئی معمولی نہیں کہ ہم ہر بات میں نکتہ چینی پیدا کر دیتے ہیں۔

خان صاحب نے کہا شاہ جی آج کچھ شکایت کے موضوع پر گفتگو ہو جائے شاہ جی نے کہا کچھ اہل دانش کہتے ہیں کہ شکایت کرنا نسوانی خصوصیت ہے اور کچھ علماء کا خیال ہے کہ شکایت کرنا بنی اسرائیل کی عادت ہے اور کچھ اہل ادب کہتے ہیں کہ شکایت محبت کا آئینہ ہوتی ہے۔ بیوی شکایت کرتی ہے تو غصہ آتا ہے۔ بچے شکایت کرتے ہیں تو مزہ آتا ہے۔

بوڑھے شکایت کرتے ہیں تو ہنسی آتی ہے شکایت کمزوری بزدلی اور کم حوصلہ ہونے کی دلیل بھی ہے اور ساتھ ہی اعتراف شکست بھی تو ہے جو شخص دوسروں کا شکوہ کرتا ہے وہ پہلے ہی قدم پر دوسروں کی برتری تسلیم کرلیتا ہے جو شخص دوسروں کی برائی کرتا ہے غیبت کے گناہ کے ساتھ اپنی برائی اور دوسروں کی بڑائی ثابت کر دیتا ہے لیکن ہم سب ایسا کرتے ہیں جانتے بوجھتے ہوئے بھی۔

زبر دست آدمی کسی شخص کی زیادتی پر اس سے شکایت نہیں کرتا صاحب ہمت ہو تو در گزر کرتا ہے کمینہ ہو تو زیادتی کرنے والے کو کچل دیتا ہے زیر دست یعنی ماتحت یا کمزور آدمی زبر دست سے شکایت کرے تو اپنی کمبختی ہی کو دعوت دے گا ہم دست یعنی دوست یا عزیز شکایت کرے تو ہمیں چاہیے کہ اسے جانچیں اگر درست ہو تو معذرت کر لیں اور اگر غلط فہمی پر مبنی ہو تو اسے دور کر دیں بیوقوف، متکبر اور کمینہ انسان شکایت پر اور کمینگی دکھاتا ہے ورنہ کوئی دوست یا عزیز شکایت کرے تو یہ اس کی محبت کی نشانی ہے اس پر سیخ پا نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ سوچنا چاہیے کہ اس کا سبب کیا ہے؟ اس کا تدارک کرنا چاہیے۔

کسی شخص کی زیادتی پر کم حوصلہ آدمی شکایت کرتا ہے باحوصلہ آدمی اسے خاطر میں نہیں لا پاتا عام آدمی انتقام پر اتر آتا ہے اور اہل دل خدا پر چھوڑ دیتا ہے کہ خدا ظلم کرنے والوں کو نہیں چھوڑتا۔ اس کی پکڑ سب سے سخت ہے "ان بطش ربک لشدید" اور صوفی استغفار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ زیادتی پچھلی کس لغزش کی پاداش میں ہوئی۔

ہالی وڈ میں ایک فلم انڈی تھری بنائی گئی جس پر ایک خطیر رقم صرف ہوئی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا ایک دس منٹ کا سین جس میں ایک اداکار کو ایک ٹینک پر سوار دکھایا گیا ہے تقریبا دو ہفتوں میں مکمل ہوا جبکہ اس منظر کو فلمانے پر دو لاکھ ڈالر روزانہ کا خرچ آیا ہے یعنی کل خرچ ۲۸ لاکھ ڈالر۔

اس فلم کی عکس بندی تین براعظموں کے چھ ممالک اور امریکہ کی چھ ریاستوں میں ہوئی اس فلم کے لئے تقریبا چھ ہزار چوہے اور ایک ہزار مشینی روبوٹس استعمال کئے گئے ہیں دوسرے اداکاروں میں ایک ہزار سانپ ایک عدد شیر پانچ مگرمچھ دو کچھوے جن کا وزن تین سو پونڈ ہے پچپن گھوڑے اور پانچ اونٹ شامل ہیں جبکہ اس فلم میں دو ہزار ایکٹرز نے کام کیا ہے ان اخراجات کے علاوہ ان فلموں میں کام کرنے والے فنکاروں کو بعض اوقات دس لاکھ ملین امریکی ڈالر بطور معاوضہ کے دیے جاتے ہیں۔

جس فلم کے صرف ایک دس منٹ کے سین فلمانے ۲۸ لاکھ ڈالر اٹھا ہے اس پوری فلم کے اخراجات کیا کچھ نہیں ہوں گے۔

وہ لوگ جو حج قربانی اور مساجد و مدارس کے سلسلہ میں ہونے والے اخراجات پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور جذبات کو برانگیختہ کرنے کے لئے کہتے ہیں اگر یہ سماجی اداروں اور فلاحی ہسپتالوں کی تعمیر پر خرچ ہو جاتا تو ہزاروں گھرانوں کا بھلا ہو جاتا ہے ایسے لوگ سے سوال کیا جاسکتا ہے کہ آپ کو اس سرمائے کی تو فکر ہے محض اللہ کی رضا کی خاطر نفوس اور اخلاق کے تزکیہ کے لئے خرچ ہوتا ہے لیکن اس خطیر رقم کا آپ کبھی بھولے سے نام بھی نہیں لیتے جو فحاشی اور عریانیت کی ترویج اور انسانی اخلاق اور کردار کو تباہ کرنے کے لئے خرچ ہو رہی ہے۔ فلم سازی کے لئے اپنے خزانوں کا منہ کھول دینے والے انسانیت کے کوئی ایسے غم خوار اور ہمد ، رد نہیں ہیں کہ انہیں اپنے سرمائے کی کوئی فکر ہی نہ ہو بلکہ وہ اپنے خرچ کئے ہوئے پیسے سے کئی گنا زیادہ عوام کو فلموں کے ٹکٹ اور ویڈیو کیسٹس بیچ کر وصول کرتے ہیں۔

فلموں میں جو قباحتیں اور خرابیاں ہیں ایک سرسری سی نظر ان پر بھی ڈال لیں۔

فلم سازی اور فلم بینی شرعی اعتبار سے ناجائز اور حرام ہے خواہ موضوع کتنا ہی پاکیزہ اور مقصد کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو۔

عام طور پر فلمیں عشق و محبت، حسد و رقابت سماج اور خاندان سرکشی اور بغاوت چوری اور ڈکیتی، جنگ وجدل اور مار دھاڑ جیسے موضوعات پر بنتی ہیں تو کچے ذہن کے فلم بین جو کچھ ان فلموں میں ڈرامائی طور پر دیکھتے ہیں اپنی عملی زندگی میں اس کی ریہرسل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یوں ڈاکہ زنی ابروریزی والدین بغاوت نوجوان لڑکیوں کے گھروں سے فرار اور بات بات پر آتسس . ۔ۓ ۔ۓش اسلحہ کے استعمال کے واقعات روزانہ پیش آتے ہیں۔

فلموں اور ڈراموں میں پر تعیش زندگی کا ایک عجیب نقشہ پیش کیا جاتا ہے خوبصورت اور عالی شان بنگلے قیمتی قالین بہترین فرنیچر لمبی لمبی گاڑیاں نایاب قسم کی کراکری زیوارات اور جواہرات کی بہتات زرق برق لباس نوکروں اور خادما ں کی فوج ظفر موج یہ سب کچھ دیکھ کر یا تو انسان احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور یا پھر وہ ان چیزوں کے حصول کے لئے ہر جائز اور ناجائز حربہ اختیار کرتا ہے اور صرف اس چیز نے ہزاروں خاندانوں کی زندگی کو جس تلخی اور ذہنی عذاب سے دوچار کیا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

ان فلموں کے دیکھنے والوں کے دلوں سے بالعموم گناہ کا احساس ختم ہو جاتا ہے ان کے لئے خون بہانا ڈاکہ ڈالنا اور عشق کے پیچ لڑانا گویا ایک کلچر اور رسم دنیا بن جاتا ہے نماز روزے کی پابندی تو دور کی بات ہے ان سے ایک قسم کا انقباض دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔

معمول کے مطابق آج پھر وہ چاند اور اس کی دور دور تک پھیلی چاندنی کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اسے چاند اور اس کی چاندنی سے حد سے زیادہ محبت تھی کیونکہ بچپن سے ہی اس کے دل میں ایک خواہش نے ڈیرا ڈالا ہوا تھا کہ اے کاش میں چاند ہوتا تو میں ستاروں سے باتیں کرتا چاندنی سے لوگوں کے دلوں کو روشن کرتا مگر پھر وہ یہ سوچ کر اداس ہو جاتا کہ چاند تو آسمانوں پر ہوتا ہے اور میں زمین پر ہوں پھر میں چاند کیسے بن سکتا ہو؟ مگر پھر اس کے معصوم دل سے آواز آئی کہ خدا کے در سے مایوس نہیں ہوتے پھر وہ یہ سوچ کر سوجاتا کہ انشاء اللہ اک روز وہ چاند ضرور بنے گا۔

جب وہ اپنے معصوم جذبات کو دوستوں اور گھر والوں کے سامنے رکھتا تو دوست اس کا مذاق اڑاتے کہ بھلا انسان بھی کبھی چاند ہوتا ہے انسان تو صرف انسان ہوتا ہے مگر اس کے والدین کہتے بیٹا تم بھی تو ہمارے لئے چاند ہو بلکہ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہو اس کے گھر والے اسے لقمان کی بجائے "چاند" بیٹا کہہ کر بلاتے تو اسے بے حد خوشی ہوتی اسے "چاند" نام سے اتنی محبت تھی جتنی آج کے دور میں لوگوں کو دولت سے محبت ہوتی ہے۔

اس کے ہر طرف سے چاند چاند کی آواز گونج رہی تھی اس نے گھبرا کر اپنے چاروں طرف دیکھا اسے یہ آوازیں چاندے سے آتی محسوس ہوئی اس نے دیکھا کہ چاند اسے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے کہ اے دنیا کے چاند! کیا تمہیں آسمان کا چاند بننا زیادہ پسند ہے حالانکہ تم مجھ سے افضل ہو اگر تم چاہو تو دنیا کے چاند بن سکتے ہو! وہ کیسے چاند بھائی؟ اس کے منہ سے بامشکل نکلا۔ ہاں لقمان تم دنیا کے چاند بن سکتے ہو چاند کی طرح چمک سکتے ہو وہ اس طرح کے اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ ہر چیز کا سردار اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تم چاند بن سکتے ہو اگر تم دین کا علم حاصل کرو عالم بن جاؤ دین اسلام کو پھیلاؤ گے اللہ کے محبوب کی سنتوں کو زندہ کرو گے اور قرآن کو سیکھو اور سیکھاؤ گے تو تم چاند بن کر چمک سکتے ہو۔

مجھ سے افضل وہ چاند ہے جو اسلام کا چاند ہو اور ہاں اس کی ننھی سی پیشانی پر نمازوں کے نشان ہو پھر اچانک اس کی آنکھ کھل گئی اس نے فوراً چاند کی طرف دیکھا اسے لگا جیسے وہ اس سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہو:" لقمان کیا ارادہ ہے بنو گے نا دنیا کے چاند؟ چمکو گے نا میری طرح بلکہ مجھ سے بھی زیادہ۔ اس نے فوراً سر ہلایا اور کہنے لگا میں اسلام کا چاند ضرور بنوں گا اور پھر وہ اٹھ کر اپنے رب کی طرف چل پڑا۔

## عیسائی بادشاہ کو حضرت عمرؓ کے جوابات، حفیظ اللہ، لاہور

### عیسائی بادشاہ کے سوالات:

۱: وہ کون سی زمین ہے جہاں ابتدائی پیدائش سے قیامت تک صرف ایک دفعہ سورج نکلا تھا نہ پہلے نکلا تھا اور نہ اب کبھی نکلے گا؟

۲: وہ کون سی قبر ہے جس کا مدفون بھی زندہ اور قبر بھی زندہ تھی اور قبر اپنے مدفون کو سیر کرواتی رہی اور پھر مدفون قبر سے باہر آیا اور زندہ رہ کر فوت ہوا؟

۳: وہ کون سا قیدی ہے جس کو قید خانے میں سانس لینے کی اجازت نہیں اور وہ بغیر سانس لیے زندہ؟

عیسائی بادشاہ کے سوالات پڑھ کر حضرت عمر نے حضرت عبداللہ بن عباس کو بلایا اور فرمایا ان سوالوں کے جوابات لکھ دو؛ جواب یہ ہیں۔

۱: وہ زمین دریائے قلزم کی تہہ ہے جہاں فرعون غرق ہوا اس زمین پر ساری عمر میں صرف ایک دفعہ سورج نکلا اور آئندہ کبھی نہیں نکلے گا۔

۲: وہ قبر حضرت یونس کی مچھلی تھی۔ قبر بھی زندہ اور مچھلی آپ علیہ السلام کو سمندر کی سیر کرواتی رہی آپ مچھلی کے پیٹ سے نکلے اور زندہ رہے پھر کچھ عرصہ بعد وفات پائی۔

۳: وہ بچہ ہے جو ماں کے شکم میں قید ہے اور اللہ نے اس سانس لینے کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی وہ سانس لیتا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ جوابات لکھ کر دیے اور حضرت عمر نے عیسائی کو بھیج دے چنانچہ عیسائی بادشاہ یہ سوالات پڑھ کر بولا: "شاید مسلمانوں میں کوئی نبی یا اس نبی کا نائب زندہ ہے ورنہ ان کا جواب کسی اور کے بس میں نہیں۔

ہمارے پڑوس میں ایک شخص رہتے تھے جو مالی طور پر درمیانے طبقے سے تعلق رکھتے تھے ان کے گھر میں ان کے ساتھ ان کے والد صاحب بھی رہا کرتے تھے جو بڑی عمر کے تھے وقت گزرنے کے ساتھ یہ شخص امیر ہو گیا چنانچہ اپنے لئے ایک جدید طرز کا مکان بنوایا۔ اس شخص کی بیوی اپنے سسر سے موافقت نہیں رکھتی تھی۔ وہ ان کو اپنے اوپر بوجھ سمجھتی تھی جب انہوں نے اپنے گھر میں قالین بچھائے اور اسے ہر نئی خوبصورت چیزوں سے مزین کر لیا تو بیوی نے اپنے شوہر سے کہا اگر آپ اپنے والد کو چھت والے کمرے میں لے جائیں تو ہم ان کا کھانا وہیں پہنچا دیں گے اب وہ بوڑھے ہو گئے ہیں اور انہیں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ وہ کہاں بیٹھے ہیں شوہر نے کہا جیسا کرنا ہے ویسا کر لو تو وہ ان کو چھت والے کمرے میں لے گئی اس کی بیوی نے اپنے سسر کے لئے کچھ برتن خاص کر دیئے تاکہ دوسرے برتن گندے نہ ہوں لیکن چند ہفتے گزرنے کے بعد اس شخص کی بیوی اترنے چڑھنے سے عاجز آ گئی اور اپنے شوہر سے کہنے لگی: ''میں اور میرے بچے آپ کے والد کے لئے کھانا لے کر جاتے ہیں تو ہم تھک جاتے ہیں میرا خیال ہے جو کمرہ باہر کی طرف ہے اس میں لے جائیں۔''

اس کے شوہر نے کہا: ''ٹھیک ہے ان کو جہاں تم پسند کرو رکھ لو تو اس کی بیوی نے اپنے سسر کو نیچے والے کمرے میں لے گئی اور ضرورت کی چیزیں اور ایک تھال تھا جس میں وہ کھانا کھاتے تھے وہ ان کے کمرے میں رکھ دیا۔ ایک دن جب شوہر، بیوی اور بچے کھانا کھا رہے تھے تو ان کا چھوٹا بیٹا کہنے لگا کہ میں اپنے دادے ابو کے برتن سنبھال کر رکھوں گا باپ نے لقمہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا کہ تم اس کا کیا کرو گے؟ لڑکے نے جواب دیا: ''جب آپ دادا کی طرح ہو جائیں گے تو میں آپ کو اس میں کھانا دیا کروں گا۔'' اس پر باپ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی کہ ان کا دم گھٹ رہا تھا وہ اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا سنو! آج کے بعد کھانا وغیرہ اپنے باپ کے ساتھ کھاؤں گا اور پھر وہ اپنے والد کو خاص کمرے میں لے گیا اور آتے جاتے سب گھر والے ان کو سلام کرتے وقت سے پہلے ہی اس کے بیٹے کی بات اس کے دل پر اثر کر گی ـــــ اللہ ہم سب کو والدین کا فرماں بردار بنائے۔

# کوئز مقابلہ

1 انسانی دماغ میں خلیوں کی تعداد کتنی ہے؟

2 انٹرنیٹ کا مشہور سرچ انجن یاہو کس چیز کا مخفف ہے؟

3 امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی سب سے مشہور کتاب کا نام بتائیں؟

4 حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے سب سے بڑے بھائی کا نام کیا تھا؟

5 اس چیز کا نام بتائیں جس کو گیلا رکھیں تو محفوظ ورنہ آگ پکڑ لیتا ہے؟

6 چین کے ساتھ کتنے ملکوں کی سرحدیں ملتی ہیں تعداد بتائیں؟

7 سب سے پہلے پاکستان کے ڈاک ٹکٹ پر کس شخصیت کی تصویر پرنٹ ہوئی؟

8 مکہ میں آپ علیہ السلام کے موذنین کتنے تھے نام بتائیں؟

9 دار العلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ کی وفات کس سن عیسوی میں ہوئی؟

0 پاکستان سے حرم جانے والوں کے لئے میقات کونسا ہے؟

## سابقہ سوالات کے جوابات:

1. عبادت غیر مقصودہ کے لئے کیا گیا ہو مثلاً مسجد میں داخل ہونے کے لئے۔

2. موزوں پر مسح کرنا۔

3. مسجد شب بھر۔

4. حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ۔

5. خلفائے اربعہ ؓ حضرت ابی بن کعب ؓ، حضرت خالد بن ولید ؓ، حضرت امیر معاویہ بن سفیان ؓ، حضرت ثابت بن قیس ؓ، حضرت زبیر بن عوام ؓ، حضرت عمرو بن العاص ؓ۔

6. Humming bird امریکہ میں پایا جاتا ہے۔

ریڈار سگنل کیچ کرتا ہے، موجد بیار ینگ۔

8. Murray River اس کی لمبائی 2375 کلومیٹر

9. سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ۔

10. اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ۔

**ہماری اس ماہ کی ونر ہیں بنت حبیب الرحمن بابر، لاہور۔ ادارہ انہیں ان کی کاوش پر مبارکباد کے ساتھ ساتھ حسب وعدہ انعامی کتب ارسال کر رہا ہے۔**

**اہم اعلان:** کوئز مقابلہ میں شریک ہونے والوں سے التماس ہے کہ وہ کوپن برائے کوئز مقابلہ کو ضرور پر کریں اور سوالوں کے جوابات الگ صفحے پر بھی ہوں تو بھی کوپن کو ساتھ ضرور لگائیں بصورت دیگر آپ کوئز مقابلہ سے خارج سمجھے جائیں گے اور واپسی پتہ اندر والے کاغذ پر صاف ستھرا لکھ کر بھیجیں۔

**نوٹ:** 15 مئی 2010 تک جوابات کا پہنچنا ضروری ہے ورنہ آپ قرعہ اندازی میں شامل نہیں ہوسکتے۔

# اباجی

مسز جاوید اقبال

جیسے ہی میری نظر اخبار پر پڑی تو میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے بہت بڑا حادثہ یعنی میرا میٹرک کا رزلٹ اور میں ۸۵۰ میں سے صرف ۲۷۰ نمبر حاصل کر سکا یوں تو میرے نمبر کچھ اتنے کم نہیں تھے لیکن میرے ذہن میں اباجی کا "مبارک قبول ہو" گھوم رہا تھا کہ اگر اس بار تمہارے ۵۱۰ سے کم نمبر آئے تو وہ حشر کرونگا کہ رہتی دنیا تک تمہارا تذکرہ کیا جائے گا۔

یوں تو مجھے شہرت کرانے کا بہت شوق تھا لیکن ڈر تھا اس بات کا کہ اباجی مجھے دوبارہ نہ امتحان دلوادیں یوں میں دوسری بار امتحان دے رہا تھا پچھلی بار تو پھر بھی نمبر ۳۲۰ آگئے تھے اب تو کم بخت اور بھی کم آگئے نجانے کیا دشمنی تھی ان نمبروں کی؟؟

میرے ساتھ ارے ہاں اب تو اباجی دوبارہ امتحان نہیں دلوائیں گے اور میں خوشی سے جھوم اُٹھا، شکر ہے ۳۲۰ سے زیادہ کم نہیں آگئے ورنہ کارنامے کے بارے میں بتانا تھا خیر جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا اور اس بار ویسے بھی میں نے گاؤں کا رخ کیا گھر میں اباجی کے پاس گاؤں کے بچے ٹیوشن پڑھنے کے لئے بیٹھے تھے۔

گاؤں کے بچے بھی اباجی کے پاس اپنا وقت قیمتی بنا رہے تھے بقول اباجی مستقبل کے درخشندہ ستارے بن رہے تھے اباجی سے نظر چراتا اندر کمرے میں چلا گیا اور سکون سے چارپائی پر لیٹ گیا دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا اباجی کی نظر نہیں پڑی۔

لیکن یہ خوشی ادھوری رہ گئی جب اباجی اپنے "مولا بخش" سمیت کمرے میں داخل ہوئے۔ ہاں جی بتایئے کیا بنا نتیجے کا؟ پہلے تو میں اباجی کے ذرائع ابلاغ کی تیز رفتاری کو دیکھ کر سہم گیا پھر منہ ہی منہ میں کچھ بُڑ بُڑانے لگا۔ اباجی نے کان میرے منہ سے لگایا اور آہستہ آہستہ سے بولے کتنے؟ سس۔۔۔ سس کیا سات سو ابوجی کے منہ سے چیخ نکلی "نہیں" ستر۔ کیا؟ ستر۔ اباجی کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ نن۔ نن۔۔ نہیں سات میں دوسو اور بھی میں بمشکل کہہ سکا اوے نالائق اس کے ساتھ ہی ایک مولا بخش میری کمر پر رسید ہوا۔

اس کے بعد نہ پوچھئے! کیا ہوا؟ اور نہ ہی میں بتانا پسند کروں گا وہ تو بھلا ہو اس مولا بخش کا جس نے گاؤں کے اتنے بچوں پر ظلم وستم کرنے کے بعد مجھ پر خودکش حملہ کر دیا اور آخر کار کوچ کر گیا میں بھی بستر میں منہ چھپائے پڑا رہا حیران وپریشان وہ ٹوٹ کیسے گیا بہر حال یہ تو شکر ادا کرنے کا مقام تھا اگلے دن اماں جان نے مجھے بستر ہی میں کھانا لا دیا پھر جب ابا جان اسکول روانہ ہو گئے تو میں اپنی بل سے نکلا اور صحن میں جا کر کھڑا ہو گیا اماں بے چاری تو پہلے ہی میری کل حجامت کے بعد بہت اداس تھی، آئیں اور مجھے گلے سے لگا کر رونے لگیں میں نے بھی کوشش کی کہ زیادہ نہیں تو تھوڑا ہی رولوں بات میں تھوڑی سی جان آجائے گی۔

لیکن آنسو تھے اتنے دور جتنے میرے اچھے نمبر۔ بہر حال! اگلے دن ہم نے صاف صاف فیصلہ سنا دیا کہ شہر کے کسی بڑے کالج میں ہمارا داخلہ کروایا جائے جب ابا کو ہمارے اعلان مبارک کی خبر ملی تو سیدھے ہمارے کمرے میں تشریف لے آئے اپنے نئے نویلے مولا بخش کے ساتھ۔ ہاں جی بادشاہ سلامت! سنا ہے کالج میں داخلہ لینے کا عزم فرمایا ہے میں سر جھکائے کھڑا رہا۔ اچانک ابا جی کی گرج ہمارے کانوں سے ٹکرائی۔

برخوردار! آپ کان کھول کر سن لیں کسی کالج والج میں نہیں پڑھیں گے آپ۔ ابا جی نے اپنی طرف سے اس انداز میں اعلان سنایا تھا کہ ان کا یہ اعلان مجھ پر بجلی بن کر گرا وہ سمجھ رہے تھے کہ میں اس بارے زیادہ پریشان ہو جاؤں گا۔

لیکن انہیں کیا معلوم یہ بات میرے لئے کس قدر خوشی کا باعث تھی میرا جی چاہا میں اچھلنے کودنے لگ جاؤں۔ لیکن ابا جی کے سامنے تو میں پر مارنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا کاش زندگی ہمیشہ کے لئے ایسی ہی رہے بغیر پڑھائی کے۔ سچ مچ مزہ آجائے لیکن میرا اس خوشی کا دورانیہ بہت کم مدت رہا جب ابا جی نے ایک اور اعلان فرمایا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کسی مدرسے میں داخلہ لیں اور دینی تعلیم حاصل کریں ابا جی کچھ ٹھہر کر چلے گئے پھر اگلے دن ابا جی نے ہمیں اپنی سائیکل پر لادا اور شہر کے ایک بڑے مدرسے میں چلے گئے لیکن وہاں جا کر پتا چلا کہ ان کے سالانہ امتحان ہو رہے ہیں اور دو ماہ کے بعد داخلے ہوں گے میں اپنی اس خوشی کی کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا اب دو ماہ بغیر پڑھائی کے گزاریں گے۔

## خواب:

مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمہ اللہ:

چند دن پہلے میں نے خواب دیکھا کہ میں اپنے ابو کے ساتھ کھڑی ہوئی ہوں اور میرے تایا جان بھی وہاں موجود ہیں اور میرے ابو سے بات کر رہے ہیں۔ اتنے میں کچھ کتے آتے ہیں اور مجھ پر حملہ کر دیتے ہیں۔ میں بھاگنا چاہتی ہوں لیکن وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اس کو زخمی کر دیتے ہیں، حتیٰ کہ ہاتھ سے گوشت الگ ہو جاتا ہے۔ میں اسی تکلیف کی کیفیت میں دیکھتی ہوں کہ میرے ہاتھ کا رنگ سبز ہو گیا ہے۔ میرے والد اسے دیکھ کر کہتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا، کوئی ضرورت نہیں ڈاکٹر کے پاس جانے کی۔ لیکن پھر جب تکلیف بڑھتی ہے تو میں اپنی ایک کزن کے ساتھ ہسپتال چلی جاتی ہوں۔

سدرہ احسان، قصور

## تعبیر:

فکر مند نہ ہوں، یہ محض شیطانی وساوس ہیں جن کا مقصد اعمال صالحہ کی طرف سے توجہ ہٹانا اور گناہوں کی طرف رغبت پیدا کرنا ہے۔ دنیاوی زیب وزینت کی طرف توجہ کم کیجیے اور آخرت کی کامیابی کی طرف دھیان لگائے رکھیے۔ آپ کے خواب کی یہی تعبیر ہے، ان پریشان کن خوابوں کی وجہ سے اپنے دینی اور روزمرہ کے معمولات میں خلل نہ آنے دیں۔ اللہ تعالی آپ کی حفاظت فرمائیں۔

## خواب:

میں نے چند دن پہلے خواب دیکھا کہ میں اپنے گھر والوں کو بغیر بتائے باہر نکل گئی ہوں۔ راستے میں مجھے ایک سہیلی اپنے گھر بلاتی ہے (میری اس سہیلی کے انتقال کو تقریبا ایک سال ہو چکا ہے) میں اس کے قریب جاتی ہوں تو وہ مجھے اندر آنے کے لیے کہتی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ نہیں! مجھے جانا ہے لیکن وہ مجھے

زبردستی اندر لیجاتی ہے۔اندر کئی اور بھی لوگ تھے جو کہیں جانے کی تیاری کر رہے تھے۔میں نے پوچھا کہاں جانے کی تیاری ہے اس نے کہاشادی میں۔اس نے اپنالباس بھی مجھے دکھایاجو سبز رنگ کا تھا۔پھر ایک اور سہیلی نے مجھے آواز دی اور وہ بھی اندر آگئی اتنے میں میں نے اپنے والد صاحب کی آواز سنی،وہ مجھے ڈھونڈ رہے تھے۔ میں جلدی سے باہر آئی توانہوں نے مجھے سینے سے لگالیااور کہنے لگے کہ آئندہ بغیر بتائے کہیں نہ جانا۔

ثمینہ ماجد،سیالکوٹ

## تعبیر:

اس خواب میں آپ کی سہیلی کے مرنے کے بعد اچھی حالت میں ہونے کی طرف اشارہ ہے،اللہ تعالیٰ نے آپ کی سہیلی کے ساتھ اپنے خصوصی فضل وکرم والا معاملہ فرمایاہے۔دوسری بات اس خواب سے یہ ظاہر ہورہی ہے کہ آپ کے اندر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کچھ کمی موجود ہے۔یوں سمجھیں کہ آپ کی سہیلی نے آپ کو یہ نصیحت کی ہے کہ تم بھی دنیاکے بجائے ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے گھر کی فکر کرو اور نماز، ذکر، تلاوت، استغفار، وغیرہ میں وقت گذارو، کیونکہ یہ دنیاوی زندگی ایک دن بہر حال ختم ہونے والی ہے۔

## خواب:

میں نے خواب دیکھا ہے کہ میری والدہ محترمہ کے ہاں بچی کی پیدائش ہوئی ہے حالانکہ میری والدہ کے انتقال کو تقریباًنو سال کا عرصہ گذر چکاہے۔برائے کرم اس کی تعبیر بتائیں۔

ذیشان،مانسہرہ

## تعبیر:

آپ کی والدہ محترمہ الحمدللہ اچھی حالت میں ہیں اور ان کی برکت سے آپ لوگوں کو دینی کے ساتھ ساتھ دنیاوی فوائد بھی ان شاء اللہ حاصل ہوں گے۔ آپ اپنی بہنوں سے حسن سلوک کا اہتمام کریں اور والدہ کو ایصال ثواب کرتے رہا کریں۔

## سوال:

میں اس بات سے بے حد پریشان رہتی ہوں کہ بعض لوگ جو نماز نہیں پڑھتے قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتے، لوگوں کے حقوق بھی غصب کرتے رہتے ہیں ان سے کرامتیں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں میں آپ کو اپنے علاقے کا حال سناتی ہوں ہمارے ساتھ والے فیز میں ایک شخص ہے جس کے بارے میں تمام محلے والے جانتے ہیں کہ یہ شخص کبھی نماز پڑھنے مسجد میں نہیں گیا لوگوں سے قرض لیتا ہے اور واپس بھی نہیں کرتا بے پردہ خواتین کا ہجوم ہر وقت اس کے گھر کے باہر لگا رہتا ہے آپ یہ بتائیں کہ اس کے تعویذات کامیاب کیوں ہوتے ہیں؟ میں بہت کنفیوز ہوں اللہ کے نیک لوگوں کے تعویذات کی میں قائل ہوں لیکن ان جیسے لوگوں کے تعویذات کیسے پورے ہو جاتے ہیں؟

فرزانہ عاصم، کراچی

## جواب:

بہن! اللہ تعالی آپ کی پریشانی کو ختم فرمائے یہ کوئی ایسی بات نہیں آپ ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں۔ تین چیزوں ہوتی ہیں:

۱۔ معجزہ ۲۔ کرامت ۳۔ استدراج

معجزہ: اللہ تعالی کے رسولوں کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اس میں بظاہر معاملہ تو رسولوں کے ساتھ ہو رہا ہوتا ہے لیکن اس میں اللہ کی طاقت اور قدرت کار فرما ہوتی ہے۔ دوسری چیز ہوتی ہے۔

کرامت: یہ اللہ کے برگزیدہ شخصیات کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتی ہے دیکھنے میں یہ نظر آتا ہے کہ یہ کام عنوان ولی نے کیا ہے لیکن اس میں بھی قدرت اللہ کی ہوتی ہے۔ تیسری چیز ہوتی ہے۔

استدراج: یعنی کوئی خلاف عقل اور خلاف واقع ماجرا کسی فاسق فاجر کے ہاتھ پر ظاہر ہونا بلکہ بعض اوقات کسی کافر و مشرک کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ دجال کے بارے حدیث میں صراحت سے یہ ملتا ہے کہ زمین کو اپنی چھڑی سے اشارہ کر کے کہے گا"اخرجی کنوزک"تو زمین اپنے تمام خزانے اُگل دے گی۔تو یہ استدراج کہلاتا ہے اس سے پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ دیکھنا چاہیے کہ جس کے ہاتھ سے خلاف واقعہ کوئی معاملہ پیش آرہا ہے اگر تو وہ متقی شخص ہے نیک اور پاکباز ہے حقوق اللہ حقوق العباد کا بہت خیال کرتا ہے تو اس شخص کی کرامت سمجھنا چاہیے اور جو ننگ ڈھڑنگ ہو شریعت کا پاس لحاظ نہ کرنا ہو یا جیسے آپ نے اپنے علاقہ کے اس جعلی پیر کا لکھا کہ لوگوں کے حقوق بھی غصب کرتا ہے قرض واپس نہ دیتا وغیرہ تو اس سے کوئی اس طرح کا معاملہ صادر ہو جائے تو یہی سمجھنا چاہیے کہ یہ استدارج ہے خدا ان کو ڈھیل دیتا ہے اور ہمارا اس میں امتحان اور آزمائش ہوتی ہے لہذا اس جیسی باتوں پر زیادہ وقت صرف نہ کریں بلکہ اعمال صالحہ ادا کرتی رہیں۔خدا آپ کو ان جیسی کرشماتی کہانیوں سے محفوظ فرمائے۔

## سوال:

ہمارے پڑوسی نے اپنی بیوی کو ایک ہی مرتبہ تین طلاقیں دیں اس کے بعد کہتا ہے کہ یہ ایک طلاق واقع ہوئی ہے اور ایک مولوی صاحب سے فتوی بھی لے آیا ہے آپ یہ بتلائیں کہ کیا اس کی بیوی کو ایک طلاق ہوئی ہے یا تین؟ہم نے ان کو بہت سمجھایا لیکن وہ نہیں مانتے۔

بختیار فرخ،بہاولنگر

## جواب:

آپ نے ان کو سمجھا کر پڑوسی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے اب وہ مانیں یا نہ مانیں ان کی مرضی۔جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے تو اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی نظریہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں ایک نہیں۔اور اس مسئلہ پر اہل السنۃ والجماعۃ کے پاس بے شمار دلائل ہیں مزید تفصیل کے لئے کسی بڑے دار الافتاء سے رابطہ کر لیں۔

## کدو کے کوفتے:

کدو تازے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک کلو

بیسن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک پاؤ

میدہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آدھ پاؤ

سبز مرچ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پانچ عدد

نمک، سرخ مرچ۔۔۔۔۔ حسب ذائقہ

گرم مسالہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آدھا پاؤ

پیاز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دو عدد

ٹماٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چار عدد

گھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈیڑھ پاؤ

طریقہ کار:

کدو ایک کلو کش کر کے اچھی طرح نچوڑ لیں اور فوراً اس میں بیسن اور میدہ مکس کر کے اس میں 4،3 میں سبز مرچ باریک کاٹ لیں اس میں سرخ مرچ حسب ضرورت نمک حسب ضرورت گرم مصالحہ پر پانی مصالحہ ڈال کر اچھی طرح ملا کر یک جان کر لیں اور کڑاھی میں گھی ڈال کر فوراً پکوڑوں کی طرح تل لیں سرخ ہونے پر نکال لیں۔ اور پھر اس کے بعد دو پیاز 4 عدد ٹماٹر لیں اس کا سالن کی طرح مصالحہ بنا کر اس میں ایک کپ پانی اور کدو کا جو نچوڑ کا پانی تھا وہ بھی اس میں ڈال دیں اور کوفتے بھی اس میں ڈال دیں۔ پھر دم پر رکھ دیں بہترین ڈش تیار ہے روٹی کے ساتھ کھائیں۔

اس کی چیخوں کی آواز نے پورے محلے کو جمع کرلیا تھا، وہ پاگلوں کی طرح کبھی ادھر کبھی ادھر بھاگ رہی تھی، وہ دور بہت دور بھاگنا چاہ رہی تھی تاکہ اپنے سامنے کے منظر کو نہ دیکھ سکے مگر وہ مجبور تھی، بے بسی کے شدید احساس سے مغلوب ہو کر وہ زمین پر گر پڑی لیکن اس کا ذہن بہت تیزی سے گردش کر رہا تھا کاش اے کاش میں اتنی بڑی نہ ہوتی یہ سب میرا ہی قصور ہے اللہ جی میں کیا کروں میں کدھر بھاگ جاؤں وہ چیخی اپنی جان، اپنی اولاد کے لئے، اپنے مال کے لئے بد دعا نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تم کسی قبولیت کی گھڑی میں اللہ سے سوال کر بیٹھو اور وہ قبول ہو جائے۔ اپنی ساس کی سنائی ہوئی حدیث آج تک اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

حسن اللہ تیرے ہاتھ توڑے تو نے پھر آج بھائی کو مارا ہے کوثر کمرے میں داخل ہوتے ہی حسن کو بد دعائیں دینے لگی یہ دیکھے بغیر کہ دعا ہمیشہ خیر ہی کی ہونی چاہیے دکھ تکلیف شر و ر کی دعا کبھی نہ منہ سے نکالنی چاہیے۔

کوثر گھر کی صفائی سے ابھی فارغ بھی نہ ہو پائی تھی کہ عمر کیچڑ سے بھرے کپڑوں سے گھر داخل ہوا ہی تھا کہ کوثر کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں ایک زور دار طمانچہ اس کے گالوں پر مارتے ہوئے بڑبڑائی ،اللہ تم لوگوں کو مارے تم جیسی اولاد نہ ہی ہوتی، تو اچھا ہوتا، میرے جان کھالی ہے، تم سب نے۔

نہ بہو رانی! ایسا نہ کہو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مقبولیت کی گھڑی میں بد دعا کے الفاظ منہ سے نکل جاتے ہیں تو وہ بھی جاتا ہے تو پھر رونے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ کوثر، ساس کی بات سنی، ان سنی کر کے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور بد دعا دینے سے باز نہ آئی۔

شور کی آواز سن کر کوثر دروازے کی طرف بڑھی تو اس نے دیکھا کہ لوگ اس کے بچے کو ہاتھوں پر اٹھائے لا رہے ہیں، اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا، اس کے کانوں میں لوگوں کی آوازیں پڑ رہی

تھی۔۔یہ زیر تعمیر مسجد سے منسلک پانی کی کھلی ٹینکی میں گر گیا تھا، مگر نکالتے ہوئے بہت دیر ہو گئی اور اس کی زندگی کا چراغ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گل ہو گیا۔

کیا یہ بہت بہتر نہیں کہ ہم اپنی زبانوں سے صرف عافیت کی ہی نہیں بلکہ تندرستی ،سلامتی، آرام، چین کی بھی دعائیں مانگیں۔

حضرت ابو بکر صدیق سے روایت ہے کہ حضور اقدس ایک مرتبہ منبر پر تشریف لے گئے پھر اس وقت کے سوال کیا کرو کیونکہ کسی شخص کو دولت ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ملی۔(ترمذی)

جب کبھی غصہ آئے بد دعا دینے کے بجائے، کلمات خیر ادا کرنا سیکھ لیجئے دینے چاہیں ، جیسے اللہ آپ کو ہدایت دے، اللہ آپ کے ساتھ عافیت کا معاملہ کرے، اللہ آپ کو عقل سلیم عطا کرے، اللہ آپ کو نیک بنا دے، اللہ آپ کو سمجھ دے، کیونکہ اللہ تعالی کے قبضے میں ہمارے جان، مال اور سب کچھ ہے وہ نفع و نقصان کا مالک ہے، جب اللہ ہی سے مانگنا ہے، تو مصیبت اور نقصان اور موت کو کیوں مانگیں؟ نفع اور خیر کیوں نہ مانگیں۔

سوال نمبر ۱: یارسول اللہ ﷺ ایسا عمل بتائیں کہ ہم علم والے بن جائیں۔
ج: آپ ﷺ نے فرمایا تقوی اختیار کر لیا کرو۔
سوال نمبر ۲: یارسول اللہ ﷺ ایسا عمل بتائیں کہ ہماری روزی میں برکت ہو جائے
ج: آپ ﷺ نے فرمایا باوضو رہا کرو۔
سوال نمبر ۳: یارسول اللہ ﷺ ہمیں ایسا عمل بتائیں کہ ہم طاقتور ہو جائیں۔
ج: آ نے فرمایا اللہ پر توکل کر لیا کرو۔
سوال نمبر ۴: یارسول اللہ ﷺ ہمیں ایسا عمل بتائیں کہ ہمارے مال کی حفاظت ہو جائے۔
ج: آپ نے فرمایا زکوۃ دیتے رہا کرو۔
سوال نمبر ۵: یارسول اللہ ﷺ ہمیں ایسا عمل بتائیں کہ ہم اپنی بیماریوں کا علاج کیسے کریں۔
ج: آپ نے فرمایا صدقہ دیتے رہا کرو اور صلوۃ الحاجات پڑھ لیا کرو۔
سوال نمبر ۶: یارسول اللہ ﷺ ہمیں ایسا عمل بتائیں کہ رنج و غم ختم ہو جائے۔
ج: آپ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ لیا کرو۔

محمد علی، محمد اویس، لیہ

استاد (شاگرد سے): کوئی سے پانچ پھلوں کے نام بتاؤ۔

شاگرد: تین مالٹے دو سیب۔

(عمر خالد، اسلام آباد)

ایک سائنس دان نے مینڈک پر تجربہ کیا۔ اس نے مینڈک کو ڈبے میں ڈال دیا اور تالی بجائی۔ مینڈک اچھلنے لگا۔ اس نے مینڈک کی ایک ٹانگ کاٹ دی اور پھر سے تالی بجائی۔ مینڈک پھر اچھلنے لگا۔ اس پر اس نے مینڈک کی دوسری ٹانگ بھی کاٹ دی۔ اس مرتبہ مینڈک نہ اچھلا تو سائنس دان نے اپنی تجرباتی بک میں کچھ اس طرح سے لکھا:

"پس اس تجربہ سے یہ ثابت ہوا کہ اگر مینڈک کی دونوں ٹانگیں کاٹ دی جائیں تو وہ بہرہ ہو جاتا ہے۔"

(اشبہ عابد، لاہور)

ڈاکٹر: ہاں بتائیے آپ کو کیا تکلیف ہے؟

مریض: جب میں سو کر اُٹھتا ہوں تو آدھے گھنٹے تک میرے سر میں درد ہوتا ہے۔

ڈاکٹر: تو آپ آدھے گھنٹے بعد اُٹھا کریں۔

(عائشہ جبار، کمالیہ)

شہری: یہ سامنے جو گائے نظر آ رہی ہے، اس کے سینگ کیوں نہیں ہیں۔

دیہاتی: سینگ نہ ہونے کی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں، بعض کے سینگ ٹوٹ جاتے ہیں اور بعض کے ہم کاٹ دیتے ہیں، باقی رہی وہ سامنے والی گائے تو اس کے سینگ اس لیے نہیں ہیں کہ وہ گائے نہیں، گھوڑا ہے۔

(مریم، سیالکوٹ)

◈◈◈

ایک فوجی افسر نے اپنے ماتحتوں کی دعوت کی اور کہنے لگا:

جوانو آج کھانے پر اس طرح ٹوٹ پڑو جس طرح دشمن پر ٹوٹ پڑتے ہو۔

ایک جوان جلدی جلدی کھانا اپنی جیبوں میں ٹھونسنے لگا، افسر نے دیکھا اور غصے سے پوچھا: اوئے کیا کر رہے ہو؟

جوان بولا: جناب جتنے مارنے تھے مار ڈالے باقی قیدی بنا رہا ہوں۔

(محمد فاروق۔ گکھڑ منڈی)

◈◈◈

ایک پولیس انسپکٹر اپنے بیٹے سے:

”تمہارا رزلٹ اچھا نہیں آیا۔ آج سے تمہارا کھیلنا اور ٹی وی دیکھنا بند۔“

بیٹا: یہ پچاس روپے پکڑیں اور اِس بات کو یہیں دبا دیں۔

(آنسہ رحمانی، کراچی)

◈◈◈

جوش نے پاکستان میں ایک بہت بڑے وزیر کو اردو میں خط لکھا۔ لیکن اس کا جواب انہوں نے انگریزی میں دیا۔ جواب میں جوش نے انہیں لکھا: جناب ِ والا، میں نے تو آپ کو اپنی مادری زبان میں خط لکھا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا جواب اپنی پدری زبان میں تحریر فرمایا ہے۔

(محمد سمعان، گوجرانوالہ)

**نام:** حضرت حفصہؓ بنت عمر بن خطابؓ

**والدہ کا نام:** زینب بنت مظعونؓ

**پیدائش:** قریش قوم بیت اللہ کی تعمیر کر رہی تھی بعثت نبوی کو ابھی پانچ سال کا عرصہ باقی تھا کہ عمر بن خطابؓ کے گھر ایک حفصہ نامی بچی نے جنم لیا۔ کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہی کل آقا دو جہان کی اہلیہ بنے گی اور قرآن کی زبان میں تمام مومنین کی ماں کہلائے گی۔

**بچپن:** آپؓ کا بچپن عرب کے دستور کے موافق نہایت سادہ گزرا چند سہیلیوں کی کل کائنات کے ساتھ صبح شام بسر ہو رہے تھے جب عمر مبارک بلوغ کی سرحد میں داخل ہوئی تو والدین کو آپ کو نکاح کی فکر ہوئی۔

**نکاح اول:** چنانچہ آپؓ کے لیے کفو (برابری کا رشتہ) ڈھونڈا گیا۔ جس میں حضرت خنیس بن حذافہؓ کا نام سامنے آیا اور آپ کا نکاح بنو سہم کے اس خوش قسمت شخص کے ساتھ ہو گیا۔

حضرت خنیس بن حذافہؓ نہایت جری نڈر اور شجاعت کے پیکر انسان تھے اور ان لوگوں میں تھے جو اسلام کی سربلندی کے لئے جان کی بازی لگانا جانتے تھے حضرت قیسؓ بدر کے معرکے میں شریک ہوئے دو بدو جنگ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھلائے تلوار نیزہ تیر تفنگ کے چلانے میں چونکہ مہارت رکھتے تھے اس لیے بڑی بے جگری سے دشمن سے لڑے اور دشمن کی صفوں کو چیرتے ان کے لاشے گراتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے کہ۔۔۔۔ آپؓ کو اسی اثناء میں شدید زخموں نے آپ کے جسم کو نڈھال کر دیا اس کے باوجود بھی آپ نے میدان دشمن کے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

غزوہ سے واپسی کے بعد چونکہ زخم شدید گہرے ہو گئے جو بعد میں آپ کے انتقال کا باعث بنے۔
یہ زمانہ وہ تھا جب آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا انتقال پر ملال بھی ہو چکا تھا حضرت عمرؓ نے اپنی صاحبزادی سیدہ حفصہؓ کے لئے سیدنا عثمان بن عفانؓ سے بات چیت کی اس کے بعد آپؓ سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس آئے اور اپنی خواہش کا اظہار کیا، جناب ابو بکرؓ کے مکمل خاموشی اختیار کی۔ اس بات سے سیدنا عمرؓ کو رنج تو بہت ہوا مگر ادباً زبان سے اس رنج کا اظہار نہ کر سکے۔

**نکاح ثانی:** کچھ دن گزرے ہوں گے کہ خدا کا لاڈلے پیغمبر ﷺ نے خود حضرت عمرؓ سے سیدہ حفصہؓ کے نکاح کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ حضرت عمرؓ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی تھی ؟؟ چنانچہ فوراً ضروری انتظامات کر کے سیدہؓ کا نکاح سرور کائنات ﷺ سے کر دیا۔

جناب ابو بکرؓ حضرت عمرؓ سے ملے اور فرمایا عمر! تم نے مجھ سے حفصہؓ کے نکاح کا کہا تھا میں خاموش تھا تم کو ضرور نا گوار گزرا ہو گا لیکن اصل معاملہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس کا ذکر کیا تھا اور اپنی خواہش کا اظہار فرمایا تھا اس لئے میں اس راز کو فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ عمر! اگر رسول اللہ ﷺ کا ان سے نکاح کا ارادہ نہ فرماتے تو میں ضرور حفصہؓ سے نکاح کر لیتا۔

**علم و فضل:** خانوادہ عمرؓ سے خانوادہ نبوت ﷺ کا سفر طے کر کے سیدہ اپنی زندگی کو قیمتی بنا چکی تھیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ آپ سے ۶۰ احادیث نبویہ منقول ہیں جو آپ نے آنحضرت ﷺ سے سنی تھیں۔

ایک دن آپ ﷺ فرمانے لگے میں امید کرتا ہوں کہ بدر اور حدیبیہ والے جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔ سیدہؓ نے ادباً استفسار کیا: قرآن میں ہے۔ **"وان منکم الا واردھا"**
تم میں سے ہر شخص وارد جہنم ہو گا، آپ ﷺ نے تبسم فرما کر جواب دیا: " ہاں! لیکن آگے **ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیھا جثیا**" بھی تو ہے۔ (کہ ہم پرہیز گاروں کا نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں دوزانوں گرائیں گے)

آنحضرت ﷺ نے کسی بات پر آپؓ کو ایک طلاق دے دی۔ جبرائیل امین نازل ہوئے اور آکر عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! حضرت حفصہؓ **"صوامۃ قوامۃ"** بہت روزہ رکھنے والی، نماز پڑھنے والی ہے اور

جنت میں آپ ﷺ کی زوجہ ہیں، آپ رجوع کرلیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے رجوع کرلیا آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "میری اس دنیا کی بیویاں میری جنت میں بھی بیویاں ہوں گی۔"

صفحات کا دامن تنگی کا شکوہ زبان پر لا رہا ہے ورنہ آپ کے فضائل و مناقب، علم و فضل، اخلاق، تقوی وورع، اخلاص وللّٰہیت کے نہ ختم ہونے والے واقعات میرے سامنے قطار باندھے کھڑے ہیں۔

**وفات:** سیدنا امیر معاویہؓ کا زمانہ تھا جب سیدہؓ نے "ازایں جہاں بسوئے آں جہاں" روانگی کا سفر باندھا مروان بن حکم جو اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے، نے جنازہ پڑھایا۔ سیدنا ابو ہریرہؓ جنت البقیع لے گئے اور مومنوں کی اس ماں نے کفن کی چادر لپیٹے خود کو خدا کے حضور پیش کر دیا۔ رضی اللہ عنہا

## بے پردہ عورتوں کا انجام

رومان اللہ، لاہور

**واقعہ:** حضرت علی اور حضرت فاطمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم اللہ کے رسول کے پاس تشریف لے گئے تو آپ بہت زیادہ رو رہے تھے وہ فرماتے ہیں کہ آج تک ہم نے آپ کو اتنا روتے ہوئے نہیں دیکھا چنانچہ آپ کو اسی حالت میں دیکھ رہتے تھے ہمیں افسوس بھی ہو رہا تھا اور تعجب بھی ہو رہا تھا۔

حضرت علی فرماتے ہیں میں آپ کے پاس آگیا اور فرمایا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

**اے اللہ کے رسول:** کیا وجہ ہے آپ اتنا رو رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب میں شب معراج کے دن جہنم دیکھنے کے لئے گیا تو میں سب سے زیادہ عورتوں کو پاتا ہوں اس میں۔ ایک عورت کے بارے میں فرمایا اس کا آدھا جسم گدھے جیسا تھا حضرت علی فرماتے ہیں میں نے وجہ پوچھی آپ نے فرمایا کہ یہ دنیا میں بے پردہ رہتی تھی اور چست تنگ لباس پہنتی تھی بے پردگی کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے

**۱۵ مارچ:** محترم بھائی بشیر احمدؒ سر گودھا طویل علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن اور مولانا خبیب احمد گھمن کے ماموں تھے۔ مرحوم نماز، روزہ کے پابند تھے اس کے ساتھ ساتھ آپ کافی ملنسار اور خوش گفتار انسان تھے، آپ کی نماز جنازہ میں کثیر افراد نے شرکت کی۔ ادارہ بنات اہل السنۃ مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا محمد خبیب گھمن اور جملہ لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ مرحوم کو اللہ تعالی کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

**۲۴ مارچ:** بھائی محمد الیاس صاحب مرحوم انتقال کر گئے ہیں آپؒ قاری مختار احمد صاحب کے چچا تھے اور مدرسہ علی المرتضی جو مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سر گودھا کی شاخ ہے کے سرپرست تھے۔ آپ شریعت اسلامیہ کے پابند تھے تذکیر، وعظ و نصیحت سے ساری عمر لوگوں کو مستفیض کرتے رہے، ذکر اذکار، تلاوت اور نوافل کا بہت سختی سے اہتمام فرماتے۔ شریف النفس ہونے کے ساتھ سلیم الطبع شخصیت کے مالک تھے۔ ادارہ بنات اہل السنت آپ کے لواحقین اور جملہ پسماند گان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے خدا تعالی مرحوم کے فرزند کو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

**۱۳ اپریل:** بھائی حافظ محمد سرور جالندھری آرائیں (دیپال پور) زندگی کے ۶۵ بہاریں دیکھ کر راہی ملک بقاء ہوئے۔ آپ وہ خوش نصیب شخص ہیں جن کی زبان پر آخری وقت کلمہ طیبہ کا ورد تھا۔ حدیث میں ہے جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہو گا، بہت بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ دیپال پور کے گاؤں دھرنے والا کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ آپ کا ہوا، مدیر بنات اہل السنۃ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ سے آپ کو والہانہ عقیدت اور حد درجہ محبت تھی۔ ادارہ بنات اہل السنۃ آپ کے فرزندان بھائی ندیم سرور معاویہ، چوہدری نعیم سرور اور محمد ضیا القاسمی اور تمام متعلقین سے تعزیت کرتا ہے اللہ تعالی سب کی مغفرت فرمائے۔

السلام علیکم!

بہت خوشی ہوئی کہ مدیر اعلی نے ہم خواتین کے لئے بھی ایک علمی سلسلہ شروع کیا ہے ماہنامہ بنات اہل السنۃ موجودہ زمانے کے تقاضوں پر پورا اتر رہا ہے مضامین صرف اچھے ہی نہیں بلکہ بہت اچھے ہوتے ہیں۔ماں نے جھوٹ بولا سب سے زیادہ پسند آیا۔باقی بھی خوب تھے۔

فوزیہ بنت مشتاق، قصور

**جواب:** ماہنامہ کو پسند فرماتے کا بہت شکریہ ماہنامہ کی پوری ٹیم اس کوشش میں رہتی ہے کہ اپنے پڑھنے والوں کو اچھے سے اچھے مضامین کا انتخاب کر کے دے موجودہ زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے کے حوالے سے اکثر بہنوں کی وہی رائے ہے جن کا اظہار آپ نے کیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم مدیر صاحب!السلام علیکم

کسی رسالے میں لکھا جانے والا میرا یہ پہلا خط ہے آج کے اس دور میں ایسے رسالے کی سخت ضرورت تھی جو عام فہم زبان میں دین کی تعبیرات کو واضح کرے۔ایسے کٹھن حالات میں جس میں ایمان بچانا بہت مشکل ہے ایسے رسالے کا نکالنا، بہت مشکل کام ہے۔میں بنات اہل السنۃ کے سارے شمارے دوم تا آخر سارے پڑھ چکی ہوں مگر اس کا پہلا شمارہ نہیں پڑھ پائی آئندہ آنے والے شمارے کا شدت سے انتظار کر رہی ہوں برائے مہربانی مجھے اس کا پہلا شمارہ بھیج دیں۔اللہ تعالی آپ کے اس رسالے کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔آمین (شازیہ فیاض، کمالیہ)

**جواب:** محترمہ آپ کا خط شائع کر دیا گیا ہے۔آپ کے تاثرات ادارہ کی ٹیم کو حوصلہ دیتے ہیں

# غزالاں تم تو واقف ہو

یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو
روک لیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو

شاہدہ پروین، ملتان

لباس میں پارسائی سے شرافت آ نہیں سکتی
شرافت نفس میں ہو گی تو انسان پارسا ہو گا

انیلا کوثر، لاہور

ٹوٹے رشتے جوڑ دیتا ہے
بات رب پہ جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف وکرم کا کیا کہنا
لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

بنت نیک محمد، لاہور

خطائیں دیکھتا بھی ہے عطائیں کم نہیں کرتا
سمجھ میں آ نہیں سکتا وہ اتنا مہربان کیوں ہے؟

فاطمہ بتول، مریدکے

اس شہر کے انداز عجب ہیں میرے یارو
گونگوں کو کہا جاتا ہے بہروں کو پکارو

علی احمد، سراجیہ

حالات کا رونا کیا رونا؟ حالات نے کب کسی کا ساتھ دیا
تم خود کو بدل کر تو دیکھو حالات بدلتے جائیں گے

سدرہ حیدر، لاہور

مجھے کامل بنا دے یا خدا عشق مصطفی ﷺ میں
فقیر خستہ دل ہوں کر فنا عشق مصطفی ﷺ میں

ام ایمن، مدرسہ دارالقران

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
چھوڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں
فقط اک نام محمد سے محبت کی ہے

روبینہ مشتاق، مریدکے

لوگ ہر روز زیر زمیں چلے جاتے ہیں
معلوم نہیں تہ خاک تماشا کیا ہے

نازیہ بشیر

حاکم شہر سزا سوچ کے چپ بیٹھا ہے
پوری بستی کو بستی سے نکالے کیسے؟

نور محمد، لیہ

اے عشق ہمیں برباد نہ ہونے دو، اس کو یاد نہ کر
پہلے ہی بہت ناشاد ہیں ہم، تو اور ہمیں ناشاد نہ کر
نازیہ اکبر، گجرات

آگ لگ جائے جو گھر کو تو چلو جشن ہوا
اپنے معمول کی اس راکھ سے شعلے اچھے
نوشین، ڈیفنس لاہور

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا
عابدہ طارق، گالو ں ایشر کے

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آسکے میں وہ ایک مشت غبار ہوں
فاطمہ بتول، مرید کے

دل مرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا
رحمت اللہ، شیخوپورہ

کرتے نہیں کچھ تو کام کرنا کیا آئے
جیتے جی جان سے گزرنا کیا آئے
رورو کے موت مانگنے والو
جینا نہیں آسکا تو مرنا کیا آئے
نوربی بی

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے
شازیہ پروین

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا
شبیر علی

لائی حیات قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے
زبیدہ کوثر

نکتہ چیں ہے غم دل اس کو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے
شوکت علی، لیہ

روز حساب جب مرا پیش ہو دفتر عمل
آپ بھی شرمسار ہو مجھ کو بھی شرمسار کر
عروج مشتاق، لاہور

غفلت کی ہنسی سے آہ بھرنا اچھا
افعال مضر سے کچھ نہ کرنا اچھا
اکبر نے سنا ہے اہل غیرت سے یہی
جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا
زینت بی بی

فرحان بیگ عامر کو پیٹتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے کیوں مار رہے ہیں اسے آپ چھوٹی سی بات پر مارنا تو آپ کی عادت ہے بیگم فرحان غصے سے عامر کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولیں۔

فرحان بیگ سکول ٹیچر تھے۔ بیگم فرحان بہت سخت طبعیت ی کی مالک تھیں اسی لئے شادی کو دوسرے سال ہی سسرال سے علیحدگی اختیار کرلی عامر اس کی اکلوتی اولاد تھا ان کا گھرانہ صرف تین افراد پر مشتمل تھا عامر کی وجہ سے ان کی آپس میں روزانہ لڑائی ہوتی کیونکہ عامر انتہائی درجے کا بدتمیز تھا دوسروں کی گھنٹی بجانا لڑائی جھگڑے کرنا، بلاوجہ بچوں کو مار کر بھاگنا تو اس کے لئے معمولی کام تھے اسی لئے اسے سکول میں نمبرون شرارتی کہا جاتا ہے۔ قریب تھا کہ فرحان مار، پیٹ کر عامر سے توبہ کروائے۔ لیکن بیگم فرحان نے اسے بچالیا شرارت کرنے کے بعد فرحان کا عامر کو مارنا اور بیگم فرحان کا بچانا روزانہ کا معمول بن چکا تھا۔

چار بجے گئے ہیں، لیکن ابھی تک عامر نہیں آیا حالانکہ اسے اسکول سے تو دو بجے چھٹی ہوتی ہے فرحان نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ دروازے پر گھنٹی بجی دروازہ کھلا تو سامنے عامر تھا۔

اتنی دیر سے کیوں آئے ہو؟ ابھی تک کہاں تھے سوال شروع ہونے سے پہلے ہی بیگم فرحان آ گئیں اور عامر سے بیگ لینے لگیں اگر تم نے آج نہ بتایا کہ کہاں تھے تو میں تمہارا وہ حال کروں گا کہ تجھے ساری زندگی یہ دن یاد آئے گا فرحان بیگ چلا چلا کر اسے ڈانٹ رہا تھا۔

کرلیں جو کچھ آپ نے کرنا ہے اب تو میں روزانہ اسی ٹائم ہی آؤں گا۔ فرحان بیگ اسے مارنے کے لئے اٹھے ہی تھے کہ بیگم فرحان عامر کو کمرے میں لے گئیں۔

میرا بیٹا مجھے ایسا جواب دے گا میں تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا فرحان سوچنے لگ گیا۔

ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ رات کو دروازے کی گھنٹی بجی کون ہے بھائی رات کے دس بجے بھی دوسروں کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے شرم نہیں آتی بیگم فرحان بولیں۔

پولیس۔۔۔باہر سے آواز آئی۔

لیکن۔۔۔یہاں کیا کام ہے پولیس کا۔

عامر کو باہر بھیجو پتا چل جائے گا کیا کام ہے۔

اتنے میں فرحان بیگ نے دروازہ کھولا۔

پولیس نے جھٹ عامر کو پکڑا اور ہتھکڑی پہنادی۔

کیا قصور ہے میرے بیٹے کا؟ بیگم فرحان نے کہا۔

پولیس والے نے طنزیہ لہجے میں کہا، آپ کا شہزادہ قتل کر کے آیا ہے وہ بھی چوہدری کے بیٹے انسپکٹر کا۔ بیگم فرحان بولیں نہیں میرا بیٹا ایسے نہیں کر سکتا جو کچھ بھی ہو جائے یہ ایسا نہیں کر سکتا۔

انسپکٹر بولا یہ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں کر سکتا یہ تو تھانے جا کر ہی پتا چلے گا۔

پولیس عامر کو لے کر چلی گئی فرحان اور اس کی بیوی چلاتے رہ گئے۔

مشہور کہاوت کہ طوطی کی کون سنتا ہے نقار خانے میں

لیکن پورا مہینہ عامر کی رہائی کے لئے بھاگ دوڑ میں گزر گیا۔

فرحان بیگ کبھی عدالت میں ہوتے کبھی فیض چوہدری کے گھر جب کہ بیگم فرحان صدمے سے بیمار ہو چکی تھیں ایک دن کسی نے عامر کا خط لا کر دیا بیگم فرحان بے قراری میں اسے کھول کر پڑھنے لگیں۔

پیاری امی جان:

مجھے معلوم ہے کہ آپ مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں آپ میری خاطر چھوٹی چھوٹی بات پر ابو سے لڑتی تھیں اور ہمیشہ میری طرف داری کرتی تھیں اسی وجہ سے میں دن بہ دن لاپرواہ ہوتا گیا اور بڑے سے بڑے جرم کو چھوٹا سمجھنے لگا آپ کو یہ سن کر یقین تو نہیں آئے گا، لیکن یہ سچ ہے کہ میں نے قتل کیا ہے، کیونکہ چوہدری کے بیٹے کے ساتھ میرا میچ تھا مجھے معلوم تھا کہ وہی جیتے گا چوانکہ وہ سینئر سر کھلاڑی تھا اور واقعی وہ یہ میچ جیت گیا میں نے غصے میں آکر دوستوں کے کہنے پر اسے چائے میں زہر ملا کر مار دیا۔

بعد میں انہوں نے ہی پولیس کو اطلاع دے دی حالانکہ یہ مشورہ بھی انہوں نے دیا تھا، اب مجھے یہ احساس ہو رہا ہے، کہ کاش میں گندے دوستوں کی محبت میں نہ بیٹھتا تو آج یہ سب کچھ نہ ہوتا اور اس جرم میں

آپ بھی برابر کی حق دار ہیں۔ کیونکہ اگر آپ مجھے اس وقت روکتیں تو میں اس جگہ پر کبھی نہ ہوتا امی چوہدری صاحب کو اگر کوئی گالی دے تو وہ اسے قتل کر دیتا ہے میں نے تو اس کے بیٹے کو قتل کیا ہے میں اب کبھی نہیں بچ سکتا۔ امی جان، ابو جان کو میرا اسلام کہیے گا۔

والسلام

آپ کا بیٹا عامر

خط پڑھ کر وہ زور زور سے دھاڑیں مار کر رونے لگیں عامر قاتل نہیں ہے، بلکہ میں قاتل ہوں، میں قاتل ہوں، فرحان بھی حوصلہ دینے کے سوا کیا کر سکتے تھے اب صرف پچھتاوا رہ گیا تھا۔

مشہور کہاوت کہ

اب پچھتائے کیا ہوت جب چگ گئیں چڑیاں کھیت۔